ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان
⑫ ذوالحجہ 1430ھ ـــــ دسمبر 2009ء

کتبہ

وہ جہاں گردِ زمانہ
ناکشودہ منظروں کے کھوج میں محوِ سفر
نت نئی راہوں پہ پھیلی
پُرتحیرّ روشنی کی اَن چھوئی ٹھنڈک کا پیاسا
صد ہزاراں سال کی تشنہ دہانی لے گیا
روشنی باطن کی، آنکھوں کی چمک
دوپہر کی دھوپ سی اُجلی جوانی لے گیا
اک مہا گیانی جو اپنی گیان دانی لے گیا
شَبُد اپنے لے گیا وہ، اپنی بانی لے گیا
وہ سجھا ساجن، پریمی، ہاں وہ سیلانی پریتم
بھیدیا، بھیدوں بھرے جیون جگت کا بھیدیا
سنجوگ، سنگت، سانجھ کے، سمبندھ کے بھیدوں بھری
جیون کہانی لے گیا
کردار باقی رہ گئے
بے کار باقی رہ گئے

(ذوالکفل بخاریؒ)

نورِ ہدایت

فرمانِ باری تعالیٰ جل جلالہ

’’جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے اُن کو مرے ہوئے نہ سمجھنا (وہ مرے ہوئے نہیں ہیں) بلکہ اللہ کے نزدیک زندہ ہیں اور اُن کو رزق مل رہا ہے۔ جو کچھ اللہ نے اُن کو اپنے فضل سے بخش رکھا ہے اُس میں خوش ہیں اور جو لوگ اُن کے پیچھے رہ گئے اور (شہید ہو کر) ان میں شامل نہیں ہو سکے۔ ان کی نسبت خوشیاں منا رہے ہیں کہ (قیامت کے دن) اُن کو بھی نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غم ناک ہوں گے۔ اور اللہ کے انعامات اور فضل سے خوش ہو رہے ہیں اور اس سے کہ اللہ مومنوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔‘‘

(آل عمران: 169 تا 171)

فرمانِ نبوی ﷺ

’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے بیان کیا کہ جبریل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ اے رسولِ خدا! یہ خدیجہ آ رہی ہیں ان کے ساتھ ایک برتن ہے اس میں سالن اور کھانا ہے، جب وہ آپ کے پاس آ جائیں تو ان کو ان کے پروردگار کی طرف سے سلام پہنچایئے اور میری طرف سے بھی، اور ان کو خوشخبری سنایئے جنت میں موتیوں سے بنے ہوئے ایک گھر کی، جس میں نہ شور و شغب ہوگا اور نہ کوئی زحمت و مشقت ہوگی۔‘‘

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

الآثار

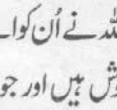

وہ جو سوہنے کی گلیوں میں ننگے پاؤں پھرتے ہیں، سوچتا ہوں کیسے مزے میں ہیں۔ بس ایک دُھن، بس اک خیال میں مگن۔ شانت اور سرشار۔ یہ ’’سرشاری‘‘ مجھے بھی چاہیے لیکن اس راہ پر چلوں تو، چلنا تو کجا جینا بھی ممکن نہ رہے۔ بس ایک خیال کی اسیری‘ آدمی کو کہاں سے کہاں لے جاتی ہے؟ عمل راہِ دشوار۔ خیال راہِ فرار۔ اور یہ جو سوہنے کی قوم ہے نا؟ صحرا نشین، بادِیہ پیما۔ یہ بھٹک سکتی ہے بہک سکتی ہے، بھول سکتی ہے لیکن ’’بھاگ‘‘ نہیں سکتی۔ اس کا یہ کردار ہی نہیں۔ یہ بھاگنے والی ہوتی تو یہاں ذرّے ذرّے سے معجزے نمودار نہ ہوتے۔ میں ان ذرّوں کو دیکھتا ہوں، میں ان معجزوں کو سوچتا ہوں۔ آج بھی مجھے یقین ہے کہ ان بھٹکے ہوؤں کو، بہکے ہوؤں کو اور بھولے ہوؤں کو بس راستہ ملنے کی دیر ہے۔ معجزے پھر سے نمودار ہوں گے۔ راہِ دشوار کے اُس طرف۔ ’’یہ بجا کہ آج اندھیر ہے...... ذرا رُت بدلنے کی دیر ہے۔‘‘ ہاں ہاں، جب دشوار راہیں پھر سے آباد ہوں گی۔ راہیں موجود ہیں۔ وہی کی وہی۔ وہیں کی وہیں۔ ویسی کی ویسی۔ اور......

کہے دیتی ہے شوخی نقشِ پا کی
ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے

ذوالکفل بخاریؒ

(’’روشنی، پھول، صبا‘‘۔ سفرنامہ حجاز کا ایک ورق)

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

بیاد: سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابن امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جلد 20 شمارہ 12 ذوالحجہ 1430ھ / دسمبر 2009ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411

تشکیل

دل کی بات:	''کیا دوا نے نے موت پائی ہے''	مدیر	2
شذرہ:	حضرت مولانا عبدالجلیل رائے پوریؒ	مدیر	3
افکار	پاکستان کی سیاسی قیادت: ایں ہمہ آوردۂ تست	پروفیسر خالد شبیر احمد	4
//	نوجوانوں میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ	اسرار بخاری	10
//	محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں گورنر سے ایوارڈ نہیں لیا	سید ذکر اللہ حسنی	12
//	اسلام پسندی اور دہشت گردی میں امتیاز کریں	انصار عباسی	14
گوشہ ذوالکفل بخاری	سید ذوالکفل بخاری	مولانا محمد ازہر	16
	خانوادۂ بخاری کا تابندہ گوہر	مولانا حبیب الرحمٰن ہاشمی	19
	آہ! سید ذوالکفل بخاری	رؤف طاہر	21
	انا للہ وانا الیہ راجعون	سجاد جہانیہ	24
	رفتید و لے نہ از دلِ ما	الیاس میراں پوری	27
	(صاحبانِ علم و ہنر کے تاثرات)		
	اظہارِ تعزیت	ادارہ	35
شاعری:	سید ذوالکفل بخاری شہید	مولانا مجاہد الحسینی	37
//	ذوالکفل بخاری: اک عبقری ستارہ	شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	38
حسنِ انتقاد:	تبصرۂ کتب	صبیح ہمدانی، جاوید اختر بھٹی	40
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام کی سرگرمیاں	ادارہ	45
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	54
اشاریہ:	اشاریہ ''نقیب ختم نبوت'' 2009ء	الیاس میراں پوری	55

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

ابن امیرِ شریعت حضرت پیرجی

سید عطاء المہیمن بخاری

مدیر مسئول

سید محمد کفیل بخاری

رفقائے کار

عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد

مولانا محمد مغیرہ • محمد عمر فاروق

قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس

آرٹ ایڈیٹر

الیاس نبیل

سرکولیشن منیجر

محمد یوسف شاد

زرِ تعاون سالانہ

اندرونِ ملک ——— 200/- روپے

بیرونِ ملک ——— 1500/- روپے

فی شمارہ ——— 20/- روپے

ترسیلِ زر بنام: ماہنامہ نقیب ختم نبوت

بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100

بینک کوڈ 0278 یو بی ایل چوک مہربان ملتان

www.mahrar.com

majlisahrar@hotmail.com

majlisahrar@yahoo.com

تحریک تحفظ ختم نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

رابطہ: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

☎061-4511961

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

دل کی بات　　　مدیر

''کیا دوانے نے موت پائی ہے''

(شہید سید محمد ذوالکفل بخاری رحمتہ اللہ علیہ)

میرے چھوٹے بھائی سید محمد ذوالکفل بخاری 26/ذوالقعدہ 1430ء مطابق 15/نومبر 2009ء بروز اتوار دوپہر ایک بجے مکہ مکرمہ میں ٹریفک حادثے میں شہید ہوگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار خوبیوں اور بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ 10/دسمبر 1969ء کو ملتان میں پیدا ہوئے۔ والدِ ماجد مدظلہ نے بڑی چاہت اور محبت سے اُن کا نام اللہ تعالیٰ کے ایک پیغمبر حضرت ذوالکفل علیہ السلام کے نام پر رکھا۔ ذوالکفل کا لغوی معنیٰ ''دانا، عقل مند'' ہے۔ وہ ہم بھائی بہنوں میں سب سے چھوٹے تھے۔ لیکن اپنے نام کی مناسبت سے اسم بامسمّٰی تھے۔ بچپن سے ہی غیر معمولی صلاحیتوں کے مالک اور دانائی کی باتیں کرتے تھے۔ گھر کے دینی ماحول نے سونے پر سہاگے کا کام کیا۔ نواسۂ امیر شریعت ہونے کی نسبت سے انھیں والدہ ماجدہ، اپنے بڑے ماموں حضرت مولانا سید ابوذر بخاری اور مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہم اللہ کی علمی و روحانی صحبتیں گھر میں ہی نصیب ہوئیں۔ اپنا تعلیمی سفر مکمل کیا تو کالج میں انگریزی کے استاد مقرر ہوگئے۔ دوستوں کی فرمائش پر ایم اے انگلش کے بعد ایم اے اردو کیا۔ بی ایڈ اور ایل ایل بی کا امتحان پاس کیا۔ ''نمل یونیورسٹی'' اسلام آباد سے انگلش لینگویج ڈپلوما اور علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد سے ''ٹیفل'' کی ڈگری حاصل کی۔ ادب، تاریخ، فلسفہ اور سیرتِ طیبہ اُن کے پسندیدہ موضوعات تھے۔ اس پر انھوں نے خوب مطالعہ کیا۔ سیرتِ طیبہ مستقل اُن کے مطالعے میں رہتی۔ وہ محقق، مترجم، شاعر، دانشور، نقاد، کالم نگار، لغت نویس سبھی کچھ تھے۔ 1988ء میں اُن کی عمر 18 برس تھی، جب ماہنامہ ''نقیبِ ختمِ نبوت'' کا اجراء ہوا۔ وہ تب سے ادارہ ''نقیبِ ختمِ نبوت'' کے ساتھ منسلک تھے اور کچھ نہ کچھ لکھتے رہتے۔ لکھنا تو انھوں نے بچپن سے ہی شروع کر دیا تھا۔ وہ اپنی گفتگو اور تحریر سے ہمیشہ اپنے دوستوں اور ہم عصروں میں ممتاز رہے اور بزرگوں کی توجہات کا مرکز و محور بنے رہے۔

2002ء میں اپنے کالج سے چھٹی لے کر سعودی عرب چلے گئے اور گزشتہ آٹھ برس سے تبوک کے شہر اُملج میں عربی بچوں کو انگریزی پڑھا رہے تھے۔ چھ ماہ قبل اُم القریٰ یونیورسٹی مکہ مکرمہ میں بطور انگریزی استاد اُن کی تقرری ہوئی اور اُن کی دیرینہ خواہش پوری ہوئی کہ ''اللہ تعالیٰ حرم کی رفاقت نصیب فرمادیں۔'' وہ دوستوں سے کہتے تھے کہ ''اب میں اطمینان کی زندگی گزاروں گا۔'' کسے خبر تھی کہ اللہ تعالیٰ انھیں دائمی اطمینان کی نعمت سے سرفراز فرمادیں گے۔

15/نومبر کی شام اُن کی شہادت کی خبر بوڑھے والدین، بھائی بہنوں اور خاندان کے تمام افراد پر بجلی بن کر گری۔ ذوالکفل کے بچپن، لڑکپن اور جوانی کے حسین مناظر ایک لمحے میں نظروں کے سامنے سے گزر گئے۔ یہ شعر وہ خود سنایا کرتے تھے:۔

ہاتھوں میں دے کے ہاتھ، ابھی کل کی بات ہے
وہ چل رہے تھے ساتھ، ابھی کل کی بات ہے

والدہ ماجدہ، والد ماجد، بہنوں، ماموں، چچا اور خاندان کے تمام افراد شدید صدمے اور بحرِ غم میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ غالبؔ نے سچ کہا تھا: ''نیند کیوں رات بھر نہیں آتی''

ذوالکفل کے دوست اور جامعہ ام القریٰ کے استاد محمد سلیم لمحہ بہ لمحہ احوال سے مطلع فرماتے رہے۔ انھوں نے بتایا کہ ''اب ہم بخاری صاحب کے جسدِ خاکی کو حرمِ کعبہ میں لے آئے ہیں اور تہجد کی اذان ابھی ہوئی ہے۔'' پھر نمازِ فجر کے بعد اُن کی نمازِ جنازہ فون پر سنائی اور بتایا کہ اس وقت بیس پچیس لاکھ فرزندانِ اسلام بخاری صاحب کی نمازِ جنازہ ادا کر رہے ہیں۔ اب ہم بخاری صاحب کو ''جنت المعلٰی'' کے عظیم تاریخی قبرستان لے کر جا رہے ہیں۔ پھر خطیبِ حرم حضرت مولانا محمد مکی حجازی دامت برکاتہم گویا ہوئے کہ:

''ہم نے اپنے عزیز سید ذوالکفل بخاری کو قبر میں سلا دیا ہے۔ وہ ایک باکرامت صالح نوجوان تھا۔ ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے قدمین شریفین میں احاطۂ بنی ہاشم میں ہمیشہ کے لیے سو گیا ہے۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ نے اپنا نواسہ اماں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے قدموں میں ڈال دیا ہے۔ جنت المعلٰی میں امیر شریعت نے اپنا مستقل نمائندہ بھیج دیا ہے۔ ہم ذوالکفل کی قبر کے سرہانے کھڑے دعا کر رہے ہیں۔ عزیزم کفیل! تم بھی دعا میں شریک ہو جاؤ''

حضرت مکی مدظلہ کے الفاظ اور دعا نے بہت حوصلہ، صبر اور سکون دیا۔ جھلملاتے ہوئے اشکوں کی لڑی ٹوٹ گئی، تاروں بھری رات نے دم توڑ دیا۔ شہادت کی موت، آخری وقت کلمۂ شہادت کی تلاوت، حرم میں نمازِ جنازہ، جنت المعلٰی میں تدفین، ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے قدمین اور احاطۂ بنی ہاشم کا مسکن و مدفن۔ لعلِ بنی ہاشم، دارِ بنی ہاشم سے اٹھا اور چالیس برس کی مسافت طے کر کے احاطۂ بنی ہاشم میں ابدی نیند سو گیا۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم۔

''کیا دوانے نے موت پائی ہے''

اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق اُن کی مغفرت، درجات بلند اور پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے اور تعزیت کرنے والے حضرات کو جزائے خیر عطاء فرمائے۔ (آمین)

حضرت مولانا عبدالجلیل رائے پوری رحمتہ اللہ علیہ:

خانقاہ رائے پور کے مسند نشیں حضرت مولانا عبدالجلیل رائے پوری رحمتہ اللہ علیہ تقریباً سو برس کی طویل اور قابلِ رشک وفخر عمر پا کر 3/ذوالحجہ 1430ھ مطابق 21/نومبر 2009ء بروز ہفتہ ایک بجے دوپہر انتقال فرما گئے۔ مولانا عبدالجلیل، حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کے بھتیجے اور خلیفہ مجاز تھے۔ انھوں نے تمام دینی تعلیم مظاہر العلوم سہارن پور میں حاصل کی اور دورانِ تعلیم حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا قدس سرہٗ کے مشہور ''کچے گھر'' میں رہائش کی۔ حضرت مولانا عبدالجلیل رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیم و تربیت میں دو عظیم ہستیوں حضرت رائے پوری اور حضرت شیخ الحدیث نے اہم کردار ادا کیا۔ حضرت مولانا عبدالجلیل رحمہ اللہ کی صحبت سے ہزاروں مسلمانوں نے علمی و روحانی فیض حاصل کیا۔ آپ کی نمازِ جنازہ حضرت حاجی عبدالوہاب مدظلہ نے پڑھائی۔ خانقاہ رائے پور ڈھڈیاں ضلع سرگودھا میں اپنے چچا اور مرشد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کے پہلو میں آسودۂ خاک ہوئے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے درجات بلند فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطاء فرمائے۔ (آمین)

پاکستان کی سیاسی قیادت......ایں ہمہ آوردۂ تست

پروفیسر خالد شبیر احمد

اگر ہم پاکستان کی سیاسی قیادت کا تاریخی حوالے سے مطالعہ کریں تو جو بات واضح طور پر ابھر کر ہمارے سامنے آتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ پاکستان کی سیاسی قیادت ہر زاویے، ہر حوالے اور ہر پہلو سے انتہائی غیر معیاری ثابت ہوئی ہے اور اس کے غیر معیاری ہونے کے اسباب ویسے تو کئی ہیں لیکن بنیادی سبب اور بنیادی وجہ اقتدار کی ہوس ہے جس نے اس قیادت کے دلوں سے خدا کا خوف ختم کیے رکھا۔ حب الوطنی، کردار و اعمال کی بلندی تو رہی ایک طرف اس کا تصور بھی اس قیادت کے دل و دماغ کے کسی گوشے میں نہ موجود رہا اور نہ ہی اب ہے۔ ہمارے ملک کی سیاسی قیادت، ذاتی مفادات، ذاتی خواہشات، ذاتی شان و شوکت کی اسیر رہی اور شاید یہی وجہ ہے کہ اس میں تحمل، حکمت، دانائی، بردباری، اتفاق و اتحاد جیسی خوبیوں کا کوئی تصور تک موجود نہیں۔ نہ کوئی مؤقف، نہ نصب العین، نہ منزل، نہ اعتماد اور نہ ہی کردار و اعمال کا کہیں پرتو ہی ان میں نظر آیا۔ بلکہ اس کے برعکس ذاتی مفادات کے لیے قومی و ملکی مفاد کو مجروح کرنے کی روش، اس سیاسی قیادت کی اب پہچان بن چکی ہے۔ ملکی مفادات سے غداری جس کا آغاز شروع سے ہی ہماری سیاسی قیادت کا طرۂ امتیاز رہا۔ اب اس سیاسی قیادت کی مقتضائے طبیعت بن چکی ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ موجودہ ملکی حالات ان کی اس انتہائی قابل مذمت روش کا نقطۂ عروج ہے تو اس میں کوئی غلط بات نہیں ہے۔ ہماری سیاسی قیادت نے ہر نازک وقت میں انتہائی غلط فیصلے کیے جس سے ملک کو نقصان پہنچا اور اب بھی ہماری سیاسی قیادت وہی کچھ کر رہی ہے جو یہ سیاسی قیادت قیامِ پاکستان سے کرتی چلی آئی ہے۔

کہنے کو تو ہمارے سیاست دان اپنے دفاع میں یہ کہتے ہیں کہ فوجی مداخلت نے سرے سے ہمیں جمہوریت کی راہ پر چلنے ہی نہیں دیا۔ جس کی وجہ سے ملک میں جمہوری اقدار پروان نہ چڑھ سکیں، لہٰذا ملک کے سیاسی، معاشی اور معاشرتی خراب حالات کی ذمہ دار ملک کی سیاسی قیادت نہیں بلکہ فوجی مداخلت ہے، لیکن اگر غیر جانبداری سے اس جواب کا تجزیہ کیا جائے تو ہم یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ سیاسی قیادت کا یہ جواب حقیقت کے آئینے میں ہمیں کہیں نظر ہی نہیں آتا کہ فوجی مداخلت بھی تو ان کی غیر ذمہ دار سیاست کا نتیجہ ہی ہے۔ 1947ء سے لے کر 1958ء تک جب پہلا مارشل لاء لگا۔ ہماری سیاسی قیادت کا پہلا کارنامہ تو یہ تھا کہ ان نو دس برسوں میں اس نے اپنے سات وزیراعظم تبدیل کیے۔ ان نو دس

برسوں میں تو کہیں پر ہمیں فوجی مداخلت نظر نہیں آتی، پھر یہ آئے دن وزراءِ اعظم کی تبدیلیاں کیوں اور کیسے ہوئیں اور کیا یہ تبدیلیاں ملک کے مفاد میں تھیں؟ اس کے برعکس ان تبدیلیوں سے ملک کو نقصان ہوا۔ اس کا فیصلہ قارئین خود کریں۔ علم سیاسیات کے مطابق تو جس ملک میں اس طرح جلدی تبدیلیاں ہوں، وہاں پر سیاسی استحکام قائم نہیں رہ سکتا اور جہاں پر سیاسی استحکام نہیں وہاں پر زندگی کے کسی بھی شعبے میں ترقی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ پہلا مارشل لاء کس کے حکم سے لگایا گیا۔ مارشل لاء لگانے والا کوئی فوجی جرنیل تھا کہ ملک کا سب سے بڑا سیاست دان جو 1956ء کے آئین کے مطابق ملک کا صدر بنا۔ جس کی سیاسی بے راہروی اور شرانگیزی اب ضرب المثل بن چکی ہے جو میر جعفر کی نسل کا سپوت تھا۔ جس کے بارے میں علامہ اقبال فرماتے ہیں:

جعفر از بنگال و صادق از دکن
ننگِ قوم ، ننگِ دیں ، ننگِ وطن

جنرل ایوب خان تو اس مارشل لاء کے نتیجے میں آیا۔ پھر آگے چلیے ایوب خان کے خلاف ہمارے سیاست دانوں نے تحریک چلائی۔ ایک گھمسان کا رَن پڑا۔ پورا ملک ایوب کتا، ایوب کتا کی صداؤں سے گونج اٹھا۔ گول میز کانفرنس سیاست دانوں کا نقطۂ عروج تھا کہ جس کے بارے میں جنرل ایوب نے کہا کہ سیاست دان جس کو بھی گول میز کانفرنس میں بلائیں، میں اُس کے ساتھ بات کرنے کو تیار ہوں۔ یاد رہے، یہ وہی ایوب خان تھا جو کہتا تھا کہ کہاں ہے اپوزیشن اور میں کس سے بات کروں۔ پھر ایک اور بات کہ جنرل ایوب خان کا ساتھ دینے والے کون تھے۔ کنونشن لیگ میں کون شامل ہوئے۔ بھگوڑے ناظم الدین کو کنونشن لیگ کا صدر کن لوگوں نے بنایا اور یہ سب لوگ ملک کے سیاست دان تھے یا پھر فوجی۔

گول میز کانفرنس میں بھی تو سیاست دانوں نے ہی مجیب الرحمٰن کی رہائی کا مطالبہ کیا تھا۔ جبکہ ایوب خان کہتا رہا کہ مجیب الرحمٰن کو رہا کرنے کا مطالبہ آپ حضرات نہ کریں۔ اس سے ملک کو نقصان پہنچے گا۔ لیکن سیاست دان نہ مانے اور پھر مجیب الرحمٰن رہا ہوا۔ جس کے ساتھ ہی پورے مشرقی پاکستان میں مولانا بھاشانی کی شہہ پر آگ اور خون کی ہولی شروع ہوگئی۔ جو بعد میں مشرقی پاکستان میں خطرناک حالات کا نقطۂ آغاز ثابت ہوئی۔ پھر ایوب خان مستعفی ہوگئے تو اقتدار ایک دوسرے جرنیل کو دے دیا گیا۔ آپ بتائیں اس زیادتی کے خلاف کسی سیاست دان نے کسی قسم کا کوئی اعتراض کیا یا پھر احتجاج؟ اور سیاست دان گھر سے جمہوریت بحال کرانے گئے اور ایک دوسرا مارشل لاء لگوا کر واپس اپنے گھروں میں آکر بیٹھ گئے۔ سیاست دانوں کی وہ طاقت جو جنرل ایوب خان کو برطرف کرسکتی تھی وہ طاقت جنرل یحییٰ خان کی قیادت کو تسلیم کرنے پر راضی ہوکر گھروں کو واپس کیوں آگئی۔ کیوں نہ یہ مطالبہ کیا گیا کہ کسی غیر فوجی قائد کے ہاتھ میں انتخابات تک اقتدار منتقل کیا جائے۔ کسی سپریم کورٹ کے ریٹائرڈ چیف جسٹس یا پھر کسی بھی ایسے غیر سیاسی فرد کو عارضی طور پر اقتدار سونپا

جاسکتا تھا، لیکن ہمارے سیاست دانوں نے اس کی اہمیت کو سرے سے محسوس ہی نہ کیا اور نئے انتخابات کے وعدے پر خوش ہو کر واپس اپنے اپنے گھروں میں آ گئے۔

پھر نئے انتخابات سے جنرل یحییٰ کا لیگل فریم آرڈر بھی سیاست دانوں نے ہی تسلیم کیا جس کے تحت ''ون مین ون ووٹ'' کو عنوان بنایا گیا تھا۔ جس کا نتیجہ دوسرے لفظوں میں ہمیشہ کے لیے پاکستان پر بنگالیوں کی حکومت تھا۔ ''پیرٹی'' کا اصول جس کے مطابق 1956ء کا آئین بنایا گیا تھا اُسے ختم کر دیا گیا۔ مشرقی پاکستان کے ساتھ جو مغربی پاکستان کا صوبہ گیا تھا اُسے بھی ختم کیا گیا۔ اس پر کسی قسم کا کوئی احتجاج کسی سیاست دان کی طرف سے سامنے نہ آیا۔ اور پھر تمام سیاسی جماعتیں اس لیگل فریم آرڈر کو تسلیم کرتے ہوئے انتخابات کی تیاریوں میں مصروف ہو گئیں۔

1956ء کے آئین کی منسوخی، مغربی پاکستان کے صوبے کو ختم کرنا، ''ون مین ون ووٹ'' کے فارمولے کو ملک کے تمام سیاست دانوں کی طرف سے تسلیم کر لینا وہ ''ٹرننگ پوائنٹ'' ہے جس پر آج بھی ملک کے عوام یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ اسی غلطی کے نتیجے میں ہی مشرقی پاکستان ہم سے علیحدہ ہوا۔ یحییٰ خان جیسی شخصیت کی ہاں میں ہاں ملائی گئی۔ اُس کی تعریف وستائش ہمارے سیاست دانوں نے کی بلکہ ایک دینی جماعت نے تو اُس کو خوشامد میں امیر المؤمنین تک کہہ دیا۔ اسے سیاست دانوں کی صرف نااہلی ہی نہیں کہا جاسکتا بلکہ یہ ایک قومی جرم ہے اور جواب قیامت تک کے لیے ہمارے سیاست دانوں کے نام منسوب ہو گیا ہے جس پر جتنا بھی ماتم کیا جائے کم ہے۔

پھر چھے نکات کا مسئلہ بھی تو ہمارے سیاست دانوں کی ذہنی پیداوار تھی۔ جس پر ملک کی دو بڑی جماعتیں تو تکار کرتی نظر آئیں۔ حالانکہ ''لیگل فریم آرڈر'' کے بعد چھے نکات کا فارمولہ اپنی موت آپ مر گیا تھا۔ جب بنگالیوں کی حکومت کو ''لیگل فریم آرڈر'' کے تحت تسلیم کر لیا گیا تو پھر مشرقی پاکستان کے بنگالی اپنی اکثریت کے بل بوتے پر جو چاہتے کرنے کے مجاز تھے۔ اس لیے ہمارے خیال کے مطابق چھے نکات پر جو اختلاف پیپلز پارٹی اور عوامی لیگ کے درمیان خواہ مخواہ پیدا کیا گیا۔ وہ عوام کو محض دھوکا دینے کے مترادف تھا۔ اس کے علاوہ اس کی کوئی حقیقت نہیں۔

پھر انتخابات میں جو نتیجہ سامنے آیا، وہ بھی اُس بین الاقوامی سازش کا ذریعہ بنی کہ جس جماعت کی اکثریت مغربی پاکستان سے انتخابات کے ذریعے آگے آئی، اُس کا کوئی نمائندہ مشرقی پاکستان میں نہ تو کھڑا ہوا اور نہ کامیاب جبکہ مشرقی پاکستان سے انتخابات میں اکثریت حاصل کرنے والی عوامی لیگ کا کوئی نمائندہ مغربی پاکستان سے کامیاب نہ ہو سکا۔ کیا یہ محض اتفاق تھا ہر گز ہر گز نہیں۔ یہ بھی اُس بین الاقوامی سازش کا ہی ایک حصہ تھا جو پاکستان کو دولخت کرنے کے لیے کی گئی اور ہمارے ملک کے سیاست دان اس میں برابر کے شریک تھے۔ تبھی تو یہ کہا گیا تھا کہ میں مغربی پاکستان کا نمائندہ ہوں اور تم مشرقی پاکستان کے نمائندہ اور میری مشاورت کے بغیر مشرقی پاکستان کا نمائندہ ملک کا آئین نہیں بنا

سکتا، حالانکہ اُس کی مجموعی طور پر قومی اسمبلی میں اکثریت تھی اور یہی اختلاف رفتہ رفتہ ایسی نازک صورت اختیار کر گیا کہ سازش کرنے والی بین الاقوامی طاقتوں کے لیے مشرقی پاکستان کو پاکستان سے علیحدہ کرنے کی راہیں صاف ہوگئیں۔ جہاں پر ہمارے سیاست دان یہ کہتے ہیں کہ علیحدگی کی ذمہ داری سیاست دانوں پر عائد نہیں ہوتی بلکہ جنرل یحییٰ پر عائد ہوتی ہے جو ایک فوجی جرنیل تھا۔ جواب میں کہا جا سکتا ہے کہ اُسے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر تو سیاست دانوں نے ہی تسلیم کیا۔ پھر اُس کا ''لیگل فریم آرڈر'' بھی تو سیاست دانوں نے تسلیم کرتے ہوئے اس کی نگرانی میں قومی انتخابات میں شرکت کی۔ دوسرے الفاظ میں کہا جا سکتا ہے کہ علیحدگی کی ہر کوشش میں ملک کے سیاست دانوں نے ایسا رویہ اختیار کیے رکھا جس کے بعد علیحدگی کے حالات دن بدن تقویت حاصل کرتے چلے گئے۔ لہٰذا اس علیحدگی کی ذمہ داری محض جنرل یحییٰ پر نہیں ڈالی جا سکتی۔ بلکہ سیاست دانوں کے غلط اقدامات نے بھی اس سانحہ میں ایک اہم کردار ادا کیا۔

سقوطِ ڈھاکہ کے بعد جب ایک مرتبہ پھر اقتدار سیاست دانوں کے سپرد ہوا تو پانچ سال کا عرصہ بخیریت گزر گیا۔ 1977ء میں انتخابات پھر دو اہم سیاسی گروہوں کے درمیاں شدید اختلافات کا باعث بن گئے۔ مرکزی انتخابات کے بعد دوسرے روز جبکہ صوبائی انتخابات ہونے تھے۔ اپوزیشن جماعتوں کے اتحاد ''قومی اتحاد'' نے الیکشن میں ہونے والی دھاندلی کے خلاف بائیکاٹ کیا اور یہ بائیکاٹ رفتہ رفتہ ایک تحریک کی شکل اختیار کر گیا۔ یہ احتجاج بعد میں تحریک نظام مصطفیٰ کی شکل میں ملک کے گوشے گوشے میں پھیل گیا۔ برسراقتدار جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کے سامنے سوائے اس کے کوئی چارہ کار نہ رہا کہ وہ مذاکرات کی میز پر اپوزیشن سے اس شدید اور انتہائی تکلیف دہ کھچاؤ جس نے پورے ملک کے شہروں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ گفتگو کر کے اس کا کوئی حل تلاش کرے۔ یہ مذاکرات کہنے کو تو کامیاب رہے لیکن اس کے باوجود دونوں سیاسی جماعتوں کے درمیان کھچاؤ اور تناؤ کم نہ ہوا بلکہ اور شدید نوعیت اختیار کر گیا۔ کیونکہ حکمران جماعت نے مذاکرات کے دوران کیے گئے فیصلوں کی دستاویز پر دستخط نہ کیے۔ وزیر اعظم صاحب دستخط کرنے کی بجائے بیرونی دورے پر چلے گئے اور پھر وہ کچھ ہوا جو ہونا تھا کہ ملک میں سول وار کی صورت پیدا ہوگئی۔ دو ڈھائی ہزار آدمی قتل ہوگئے۔ جس کے بعد ملک میں ایک عجیب سی کیفیت میں لوگ مبتلا ہوگئے۔ ہر شہر کے در و دیوار سے خوف جھلکتا نظر آتا تھا۔ اسلحہ بند جلوس سڑکوں پر دندناتے پھرتے تھے۔ عام لوگوں کا گھروں سے باہر نکلنا مشکل ہوگیا تھا۔ لوگوں کے دلوں میں اور دماغوں میں بار بار یہ خیال ابھرتا تھا کہ ایسے حالات میں فوج کیوں آگے نہیں آ رہی۔ بڑے بڑے لوگوں نے فوج کو خطوط لکھے کہ وہ قوم کو اس عذاب سے نجات دلائے۔ فوج کو ان سیاست دانوں سے جان چھڑانے کے لیے آگے آنا چاہیے۔ خود فوج بھی یہ سوچ رہی تھی کہ اب جبکہ ملک کی سالمیت کو وہی خطرہ درپیش ہے جو کہ بیرونی جارحیت سے بھی شدید نوعیت کا ہوتا چلا جا رہا ہے تو پھر سوائے مارشل لاء کے اور کیا چارہ کار ہو سکتا ہے۔ چنانچہ جنرل ضیاء الحق نے مارشل لاء لگا کر عنان حکومت سنبھال لی۔

یہاں پر یہ حقیقت واضح ہے کہ ضیاءالحق کا مارشل لاء ملک کے سیاست دانوں نے اُسے مجبور کر کے خود لگوایا۔ اقتدار کی جنگ لوگوں میں مسلح جنگ میں تبدیل ہوگئی۔ تو فوج کو مداخلت کرنا پڑی۔ جس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار ہی نہ تھا۔ یہ وہ واحد مارشل لاء ہے جس کے نفاذ پر لوگوں نے خوشیاں منائیں۔ مٹھائیاں تقسیم ہوئیں اور ملک کے سیاست دانوں سے قوم اور ملک کی جان چھوٹی اس کے بعد یہ بحث بے معنی ہو کے رہ جاتی ہے کہ دور ضیاء سے ملک کو فائدہ حاصل ہوا کہ نقصان اگر یہ جان بھی لیا جائے کہ ملک کو نقصان ہوا تو پھر یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس نقصان کے ذمہ دار بھی ہمارے ملک کے سیاست دان ہی تھے۔ جنہوں نے ہوسِ اقتدار کے لیے ملک اور قوم دونوں کو داؤ پر لگا دیا اور ذرہ نہ سوچا کہ اس تناؤ اور الجھاؤ کا نتیجہ کیا نکلے گا؟

ضیاءالحق نے پھر غالباً 1985ء میں غیر جماعتی انتخابات کرائے سیاسی جماعتوں نے اس کا بائیکاٹ کیا پھر آٹھویں ترمیم کو آئین کا حصہ بنانے کی بنیاد پر ایک نئی حکومت انتخابات کے بعد محمد خان جونیجو کی قیادت میں آگے آئی۔ 58/2B اسی آٹھویں ترمیم کا حصہ تھی جس کے تحت صدر کو قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیاں توڑنے کا اختیار مل گیا۔ یہ اختیار بھی اسی نئے آئین کا حصہ بنایا گیا تھا کہ ملک کے سیاست دانوں کے سر پر یہ تلوار لٹکتی رہے تاکہ دوبارہ وہ صورت حال پیدا نہ ہو جو 1977ء میں ہوئی اور جس کی وجہ سے ملک کی سالمیت کو خطرہ لاحق ہو گیا تھا۔

پھر کیا ہوا 58/2B اگرچہ فوجی جرنیل کی طرف سے آئین کا حصہ بنی لیکن اس کا استعمال دو مرتبہ ملک کے سیاست دانوں کے ذریعے ہی ہوا اور لطف کی بات یہ ہے کہ سیاست دانوں کے خلاف ہی پہلی مرتبہ صدر اسحاق نے اسے میاں نواز شریف کی حکومت کے خلاف استعمال کیا۔ تو دوسری مرتبہ صدر فاروق لغاری نے اپنی ہی جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کی وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کے خلاف استعمال کیا۔ یہاں پر یہ بات میری اس دلیل کی وضاحت میں پیش کی جاسکتی ہے کہ ملک کے سیاست دانوں کا طبقہ ہی وہ طبقہ ہے جس نے نازک اور مشکل وقت میں غلط فیصلے کیے جس کا خمیازہ پوری قوم کو بھگتنا پڑا۔ بعض لوگ اس بات کا اظہار بھی کرتے ہیں کہ ملکی سیاست میں ISI کا ہمیشہ عمل دخل رہا ہے۔ اور یہ ساری کارستانی اسی فوجی ادارے کی ہے۔ لیکن یہاں پر بھی جواباً یہ کہا جاسکتا ہے کہ آخر کیا وجہ ہے، کہ ہمارے ملک کے سیاست دان فوجی ادارے کے آلہ کار بنتے ہیں۔ اس لیے کہ ہمارے سیاست دان، کردار و عمل کے حوالے سے خالی اور عاری ہیں۔ نالائق اور نااہل ثابت ہوئے ہیں۔ آخر ایسا بھارت میں کیوں نہیں ہوتا۔ یہ کارروائی بار بار پاکستان میں ہی کیوں ہوتی ہے۔ اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ ہمارے سیاست دان انتہائی غیر معیاری اور انتہائی نااہل ہیں۔ اگر پرنسپل نالائق ہو تو پھر کالج کا ہیڈ کلرک ہی عملی طور پر پرنسپلی کرتا ہے۔ اور پرنسپل محض دستخط کرنے والی مشین بن کے رہ جاتا ہے۔

جنرل پرویز مشرف کا مارشل لا تو بالکل ایک دوسری نوعیت کا مارشل لا ہے۔ جس کے بارے میں یہ بات بڑے دھڑلے کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ یہ مارشل لا بھی سقوط ڈھاکہ کی طرح ایک بین الاقوامی سازش تھا جس سازش میں

اسرائیل کے یہودی اور امریکہ برطانیہ کے سیاست دانوں کا ایک انتہائی اہم کردار ہے۔ ہمارے تجزیے کے مطابق یہ سازش پہلے تیار کی گئی اور نائن الیون کا واقعہ اس سازش کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے بعد میں انہی سازشیوں کے ذریعے وقوع پذیر ہوا۔ جنرل پرویز نے جو کچھ بھی اقتدار کے بعد اس ملک کے ساتھ کیا وہ میرے اس دعوے کی دلیل ہے افغانستان میں پرامن طالبان کی اسلامی حکومت کو تباہ و برباد کرنے کے لیے ''ورلڈ ٹریڈ سنٹر'' کو جان بوجھ کر مسمار کیا گیا اس کے علاوہ جو کچھ بھی اس ملک کے اندر جنرل پرویز کی قیادت میں ہوا وہ ہمارے مہربان دوست نما دشمن امریکہ بہادر کا ہی کیا دھرا ہے۔ اس پر مزید کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ سوائے اس کے کہ ایسا آمر جو کہ دین اسلام اور پاکستان دونوں کا فطری دشمن تھا اس کی امداد کے لیے ہمارے ملک کے سیاست دان ہی آگے آئے اور جو کچھ مسلم لیگ ق اور ایم کیو ایم نے جنرل پرویز کے ساتھ مل کر اس ملک کے ساتھ کیا وہ ایک ایسی داستان رنج والم ہے جس پر ہماری آنے والی نسلیں ہمیشہ ماتم کناں رہیں گی اور جنرل پرویز کے دور حکومت پر لعنت وملامت کا اظہار کرتی رہیں گی۔

پھر اب جو کچھ ہو رہا ہے۔ جناب زرداری کی قیادت میں کیا یہ سب کچھ ہمارے سیاست دانوں کی نااہلی ار نالائقی کی دلیل نہیں ہے؟ فوج کو جنگ میں الجھا کر ہماری سیاسی جماعتیں وہی کچھ کر رہی ہیں جو شروع سے کرتی آ رہی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہمارے سیاست دان ان انتہائی نازک حالات میں بھی اپنی اس فطرت کو چھوڑنے کے لیے اب بھی تیار نہیں ہیں جس فطرت نے اس ملک کو اس کے آغاز سے لے کر آج تک معاف نہیں کیا اخلاقی گراوٹ، نفاق و افتراق، ہوسِ اقتدار، لاقانونیت، افراتفری، ذخیرہ اندوزی، کنبہ پروری، بددیانتی، رشوت خوری اور مہنگائی و بے روزگاری کے سوا اور کیا دیا ہے؟ اگر کچھ دیا ہے؟ تو اسے قوم کے سامنے پیش کیا جائے۔

ان تمام حقائق کے باوجود یہ بھی کہنا پڑتا ہے کہ فوج جب بھی آئی انہیں سیاست دانوں کو ساتھ لے کر چلی جن کی وجہ سے فوج کو آنا پڑتا ہے۔ کاش کوئی ایسا بھی آتا جو اس مراعات یافتہ سیاسی طبقہ سے قوم کی جان چھڑا سکتا اور ہم سر اونچا کر کے کہہ سکتے کہ ہماری فوج نے ملک اور قوم کے لیے کوئی کارنامہ سرانجام دیا ہے۔

☆☆☆

نوجوانوں میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ

اسرار بخاری

کسی بھی زاویے سے تحریر کا کوئی پہلو نظر نہیں آیا۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف چیمہ نے گورنر سلمان تاثیر سے میڈل وصول نہ کرنے والے فیصل آباد کے طالب علم عطار سول کو ’’تمغۂ عشق ختم نبوت‘‘ دینے کا اعلان کیا ہے۔ حیرت بلکہ دکھ آمیز حیرت کا مقام تب تھا اگر عبداللطیف چیمہ اس سلسلے میں کسی تساہل یا کوتاہی کا شکار ہوتے ۔ عطار سول نے اگر ایسے چانسلر سے میڈل وصول کرنے سے انکار کیا ہے جس کا تحفظ ناموس رسالت ایکٹ کے خلاف بیان آن ریکارڈ ہے اس عاجز کے نزدیک اس میں کوئی بھی حیرت کی کوئی بات نہیں ہے۔ خواجہ نور محمد مہارویؒ کے خانوادہ کا یہ نوجوان اس کا نام ہی عطار سول ہے اگر حرمت ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے لاتعلق رہتا تو بلاشبہ حیرت کی بات تھی۔ اس کے ماں باپ نے اس کا نام عطار سول رکھا تو بلاشبہ یہ ان کی خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے گہری عقیدت کا مظہر ہے تو ’’عطا‘‘ نامی اس نوجوان کے دل میں احساس کہ ’’رسول‘‘ اس کے نام کا سابقہ ہے تو ماں باپ سے ورثہ میں ملی عقیدت کو اور گہرا کر دیا۔

گورنر سلمان تاثیر نے جب تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ایکٹ کے خلاف لب کشائی کی تھی جو اپنے نفاذ کے اول روز سے امریکہ اور برطانیہ کے حکمرانوں سمیت ہر غیر مسلم کے دل میں کانٹے کی طرح کھٹک رہا اس ناچیز نے لاہور کے بہت سے نوجوانوں کو اور باعثِ تعجب ایسے نوجوانوں کو جن کے ظاہری حلیے دیکھ کر کم تر درجے کا مسلمان تو کیا سرے سے مسلمان ہی نہ تسلیم کیا جائے لڑکیوں کی طرح لمبی لمبی زلفیں، عجیب وغریب کٹ کے سٹائل والی داڑھیوں، بے ہودہ سا لباس اور اس سے بھی زیادہ تعجب خیز ایسی لڑکیاں جن کی ہیئت کذائی پر یورپ بلکہ سیکنڈے نیوین معاشرہ سے تعلق کا گمان گزرتا ہے۔ ایک ایسی پرائیویٹ یونیورسٹی میں جو لاہور میں یورپ کا جزیرہ لگتا ہے وہاں جب بھی جانا ہوا۔ یہاں مخلوط گروپ یا جوڑے ہی نظر آئے۔ ذرا چشم تصور وا کیجیے جب ایسے گروپوں اور جوڑوں کی جانب سے ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے شدید جذباتی ردّعمل دیکھنے کو ملے تو حیرتوں کے پہاڑ نہیں ٹوٹیں گے تو اور کیا ہوگا۔ تاہم اس صورتحال نے طمانیت کا احساس ہی نہیں بخشا، روح قلبی مسرت سے سرشار ہوگئی کہ پاکستان میں اگر کبھی ایسے بدبخت لمحات

آئے جب ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطرہ میں ڈالنے کی ناپاک جسارت کی گئی تو شمعِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانے بن کر دینی مدرسوں کے طالب علموں سے زیادہ اعلیٰ جدید تعلیمی درس گاہوں کے سٹوڈنٹس سروں پر کفن باندھ کر نکلیں گے اور اس عاجز کے یقین کی توثیق ہوگئی۔ جب پنجاب یونیورسٹی میں ایک طالب علم نے گورنر پنجاب سے میڈل وصول کرنے سے انکار کر دیا اور اس یقین کی تصدیق مزید ہوگئی۔ جب فیصل آباد کے طالب علم عطار سول نے گورنر پنجاب سے میڈل وصول کرنے سے انکار کر دیا۔ یہ چراغ سے چراغ جلنے کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے، ان شاء اللہ چراغاں ہو کر رہے گا۔ پاکستان نوجوانوں کے دلوں کی گہرائیوں میں جنم لینے والی عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آگ ناموسِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جسارتوں کو خس وخاشاک کی طرح جلا کر راکھ کر دے گی۔ مولانا ظفر علی خان کے یہ اشعار ہر پاکستانی مسلمان کے جذبات کی سچی ترجمانی ہے:

نماز اچھی ، حج اچھا، روزہ اچھا، زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلمان ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں خواجہ بطحا کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

☆☆☆

دینی، تاریخی، سیاسی، ادبی اور اصلاحی کتابوں کا معیاری ادارہ
دینی مدارس کے طلباء کے لیے وفاق المدارس کا تمام نصاب سب سے زیادہ رعایتی قیمت پر
علماء حق کا ترجمان
المیزان
ناشران وتاجرانِ کتب
الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-7122981-7212762

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں گورنر سے ایوارڈ نہیں لیا

پوری رات سوچنے کے بعد فیصلہ کیا۔ سلمان تاثیر نے توہین رسالت کا قانون ختم کرنے کی بات کی تھی۔ مہذب احتجاج کیا۔ سزا کے طور پر سند روک لی۔ یونیورسٹی آف فیصل آباد کے طالب علم عطار سول کی گفتگو

سید ذکر اللہ حسنی

چند روز قبل دی یونیورسٹی آف فیصل آباد (سابق مدینہ یونیورسٹی) کا کانووکیشن منعقد ہوا۔ ذرائع کے مطابق اس کانووکیشن میں یونیورسٹی کے بانی اور ممتاز صنعتکار میاں محمد حنیف نے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف کو بلانے کا ارادہ کیا تھا مگر وزیر اعلیٰ نے تقریب میں شرکت سے معذوری ظاہر کی تھی۔ بعدازاں گورنر پنجاب سلمان تاثیر کو مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے مدعو کیا گیا تھا۔ اسی دوران جب مہمانِ خصوصی گورنر پنجاب سلمان تاثیر مختلف شعبوں میں بہترین پوزیشنیں حاصل کرنے والے طلباء کو میڈل پہنا رہے تھے کہ 08-2004ء سیشن میں یونیورسٹی سے ٹیکسٹائل انجینئر بننے والے طالب علم صاحبزادہ عطاء رسول مہاروی کو تیسری پوزیشن حاصل کرنے پر براؤنز میڈل دینے کے لیے پکارا گیا تو وہاں موجود لوگ یہ دیکھ کر حیران ہو گئے کہ اس طالب علم نے گورنر سے میڈل لینے سے انکار کر دیا اور گورنر میڈل ہاتھ میں پکڑے حیران نظروں سے اسے دیکھتے رہ گئے۔ صاحبزادہ عطاء رسول نے ایسا کیوں کیا؟ خود انہی کی زبانی پڑھیے۔

بہت سے لوگ اس بات پر برہم ہیں کہ میں نے گورنر پنجاب کی توہین کی ہے۔ وہ مجھے میڈل پہنانے اور سند امتیاز دینے کے لیے کھڑے رہے اور میں انھیں نظر انداز کرتے ہوئے اُن کے سامنے سے خاموشی سے گزر گیا۔ میں سب کو بتانا چاہتا ہوں کہ میرا خاموشی سے گزرنا اتفاقیہ نہیں تھا بلکہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ایسا کیا کیونکہ گورنر توہین رسالت ایکٹ ختم کرنے کی بات کرتے ہیں اور میں ان کی اس بات کو توہین رسالت سمجھتا ہوں۔ اس لیے میرے ضمیر نے یہ گوارا نہ کیا کہ وہ ایسے شخص سے میڈل وصول کرے جو توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ایکٹ کو ایک ظالمانہ قانون سمجھتا ہو۔ اب یونیورسٹی انتظامیہ نے گورنر سے میڈل وصول نہ کرنے پر مجھے سند جاری کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ جب کہ مجلس احرار اسلام پاکستان نے اس طرح احتجاج کرنے پر مجھے گولڈ میڈل دینے کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ میں 4/ جولائی 1984ء کو چشتیاں ضلع بہاول نگر کے قریب واقع مہار شریف کے باسی صاحبزادہ غلام رسول مہاروی کے گھر پیدا ہوا تھا۔ اپنی تعلیم

مختلف سکولوں اور کالجوں میں حاصل کرنے کے بعد فیصل آباد کی جامعہ فیصل آباد سے ٹیکسٹائل انجینئرنگ میں تعلیم حاصل کرنے کا پروگرام بنایا۔ 2004ء میں مجھے اس ادارے میں داخلہ مل گیا۔ چار سال بعد 2008ء میں، میں ٹیکسٹائل انجینئر عطاء رسول بن چکا ہوں۔ عطاء رسول جیسا کہ نام سے ظاہر ہے، مجھ پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خصوصی فضل و کرم ہے کہ تونسہ شریف کے مذہبی پیشوا حضرت خواجہ سلمان تونسوی کے پیر و مرشد حضرت پیر خواجہ نور محمد مہاروی رحمہ اللہ میرے آباء واجداد میں سے ہیں۔ خواجہ نور محمد مہاروی رحمہ اللہ کی ساتویں پشت میں سے صاحبزادہ عطاء رسول ایک انجینئر بھی ہے اور اپنے دین وایمان کا سچا محافظ بھی۔ میں نے اس وجہ سے گورنر کے ہاتھوں میڈل وصول کرنے سے انکار کیا کہ گورنر پنجاب نے اپنے بیانات میں توہین رسالت ایکٹ کو ظالمانہ قانون قرار دیا تھا۔ ظاہر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک سچا عاشق کس طرح ایسے شخص سے میڈل وصول کرنے کا دعوت نامہ پہنچا تھا اور ایک روز قبل یونیورسٹی پہنچنے کا کہا گیا تھا۔ جس پر میں اتوار کی شب یونیورسٹی کیمپس میں پہنچ گیا۔ جب سونے کے لیے بستر پر لیٹا تو یہ خیال آیا کہ میں اس شخص سے میڈل وصول کروں گا جو توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ایکٹ کو ظالمانہ قانون، قادیانیوں کو مظلوم سمجھتے ہوئے مذہب کے مقابلے میں سیکولرازم کا حامی ہے۔ ساری رات سوتے جاگتے یہی سوچتے گزری اور صبح میں نے فیصلہ کرلیا کہ میں نے اپنے دین، نبی اور بزرگوں کی لاج رکھنی ہے اور ایسے شخص سے کبھی انعام وصول نہیں کروں گا۔ چنانچہ اگلے روز جب میرا نام پکارا گیا تو گورنر میڈل ہاتھ میں لیے کھڑے تھے اور میرے خیال میں اس سے زیادہ مہذب احتجاج اور کسی شخص کو اس کی اہمیت کا احساس دلانے کا اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں تھا کہ ان کو نظر انداز کرتے ہوئے میڈل وصول نہ کر کے انھیں احساس دلایا جائے۔ لہٰذا میں نے اسی طرزِ عمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے میڈل وصول نہ کیا جس پر وہاں موجود لوگوں کو میں نے بتایا کہ میں توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ایکٹ کے مخالف کسی بھی شخص سے اپنا انعام وصول کرنا مناسب نہیں سمجھتا اور اس قانون کے مخالف کو بھی توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتکب سمجھتا ہوں۔ میں نے گورنر صاحب کی توہین نہیں کی بلکہ یہ تو میرا ان سے مہذب احتجاج تھا جو کہ میرا حق بھی ہے مگر اس پر بہت سے حلقے بہت ناراض ہیں اور اسی سلسلے میں مجھے یہ کہا جارہا ہے کہ اب آپ کی سند آپ کو نہیں ملے گی۔

اس وقت ختم نبوت کے تحفظ کے لیے کام کرنے والے جتنے بھی لوگ ہیں وہ میرے لیے قابل احترام ہیں اور اس مقدس مشن پر ایک براؤنز میڈل تو کیا میرا سب کچھ بھی قربان ہوجائے تو کوئی پروا نہیں ہے۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، پیر مہر علی شاہ گولڑہ شریف، خواجہ قمر الدین سیالوی، پیر کرم شاہؒ اور ان کے تمام پیروکار جو تحفظ ختم نبوت کے لیے کام کررہے ہیں، میرے لیے قابل احترام اور ان کے نقش پا میرے لیے صراطِ منزل ہیں۔

(روزنامہ ''امت'' کراچی، 19 رنومبر 2009ء)

اسلام پسندی اور دہشت گردی میں امتیاز کریں

انصار عباسی

آج کا پاکستان اُس منزل سے بہت دور ہو چکا ہے جس کا خواب علامہ اقبال نے دیکھا اور جس کی خاطر اس ملک کو بیش بہا قربانیوں کے بعد حاصل کیا گیا تھا۔ پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ کی گونج میں بننے والا یہ ملک اس وقت ایک ایسی قوم کو سمیٹے ہوئے ہے جو اس وقت مکمل طور پر Confused ہے۔ اس کے رہنما چاہے وہ بندوق کے زور پر ایوانِ پر قابض ہو کر بیٹھ جائیں یا عوام کے ووٹ سے منتخب ہوں، سب کے سب مغرب کے غلام نکلتے ہیں۔ عمومی طور پر یہاں ایسے حالات پیدا کر دیئے گئے ہیں کہ مغربیت بڑی تیزی سے ہمارے اندر سرایت کر رہی ہے اور ہماری مذہبی و معاشرتی اقدار کو تار تار کیا جا رہا ہے۔ اسلام اور اسلامی سوچ کو مغربی پروپیگنڈے کے زور پر یکسر طالبانائزیشن اور کشمیر جیسے علاقوں میں کفر اور قابض فوج کے خلاف برسرِ پیکار مجاہدین اسلام کو بھی شدت پسندوں کے طور پر دیکھا جا رہا ہے۔

اسلام کے نام پر بننے والے پاکستان کے دارالخلافہ اسلام آباد میں امریکی اہلکار اور سفارتکار ناجائز اور بلا لائسنس اسلحہ کے ساتھ دندناتے پھرتے ہیں اور اگر اُن کو کہیں غلطی سے روکا جائے اور پوچھ گچھ کی جائے تو وزارتِ داخلہ اور اسلام آباد پولیس کے اعلیٰ افسران فوری مداخلت کر کے اُن کی جان خلاصی کرتے ہیں۔ دوسری طرف اسلامی ذہن رکھنے والے اعلیٰ تعلیم یافتہ پر امن نوجوان اسلام آباد کے ایک گھر میں بیٹھ کر اگر کیری لوگر بل اور دوسرے معاملات پر غور و فکر کرتے ہیں تو اُن کو دہشت گردوں کی طرح پولیس اور ایجنسیوں کے لوگ چھاپہ مار کر گرفتار کرتے ہیں۔ اُن کے خلاف انسدادِ دہشت گردی کے قانون کے تحت پرچہ دے دیا جاتا ہے، باوجود اس کے کہ کسی نوجوان سے نہ کچھ برآمد ہوتا ہے نہ ہی وہاں کوئی سازش ہو رہی ہوتی ہے۔ ان نوجوانوں کا صرف یہ جرم ہوتا ہے کہ وہ اسلامی اُمہ اور اسلامی خلافت کی بات کرتے ہیں اور اُن کا تعلق امریکہ کی طرف سے کالعدم کی گئی تنظیم حزب التحریر سے ہوتا ہے جو مکمل طور پر ایک سیاسی اور فکری تنظیم ہے جس کا عسکری جدوجہد سے کبھی کوئی تعلق نہیں رہا۔ ان نوجوانوں میں انجینئرز، ڈاکٹرز، ٹیلی کام مینیجرز اور دوسرے شعبوں سے تعلق رکھنے والے ماہرین و طلباء ہوتے ہیں۔ میڈیا میں اُن کو دہشت گردوں کے روپ میں پیش کیا جاتا ہے۔ اگرچہ سب کو کچھ دن بعد ہی عدالت مقدمہ کمزور ہونے کی وجہ سے ضمانت پر رہا کر دیتی ہے، لیکن کئی نوجوانوں کی اس وقت تک نوکریاں جا چکی ہیں، اُن کے Bosses کا تعلق بھی اُس طبقہ سے ہے جس کی حالت آدھا تیتر آدھا بٹیر والی ہے۔ یہ

پاکستان کا وہی طبقہ ہے جس کی مثال '' کوا چلا ہنس کی چال، اپنی بھی بھول گیا'' والی ہے۔اسی طرح ایسی جہادی وفلاحی تنظیمیں جن کا ملک کے اندر عسکریت وشدت پسندی اور دہشت گردی سے کبھی تعلق نہیں رہا مگر اُن کا افغانستان اور کشمیر میں جہاد میں گہرا کردار رہا، کو بھی امریکہ کی ایماء پر ہم نے دہشت گرد تنظیموں میں شامل کر دیا ہے۔

ہمارے ہاں اب افغانستان وکشمیر میں جہاد کرنے والے نوجوان اور پاکستان کے اندر خودکش بمبار کے درمیان کوئی فرق نہیں رہا۔ آج جہاد یا شریعت کا نام نہیں لیا جاسکتا۔ایسا کرنے والے کو فوری طور پر طالبان اور دہشت گرد یا اُن کا Supported ہونے کا طعنہ دے دیا جاتا ہے۔دوسری طرف فحاشی وعریانی اپنے عروج پر ہے مگر کوئی پوچھنے والا نہیں۔ فیشن شوز کے نام پر بے حیائی کو فروغ دیا جا رہا ہے اور آرٹ اور کلچر کے بہانے مذہبی روایات کا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔نام نہاد روشن خیالی کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ بڑے بڑے ہوٹلوں، ریسٹ ہاؤسز اور بہت سے دوسرے مقامات پر کھلے عام جسم فروشی کا کاروبار چل رہا ہے اور شراب بیچی اور پی جا رہی ہے مگر یہاں نہ تو اسلام آباد پولیس اور نہ ہی کوئی صوبائی حکومت کسی قسم کی کوئی کارروائی کر رہی ہیں۔ اسٹیج ڈراموں میں فحش ڈانس کھلے عام جاری ہیں جو نوجوان نسل کی تباہی کا باعث بن رہے ہیں مگر یہاں بھی تمام متعلقہ حکومتی محکمے محض تماشائی بنے بیٹھے ہیں۔

جنرل مشرف کے دور میں متعارف کی گئی روایات کے مطابق اعلیٰ حکومتی تقریبات میں گانے بجانے اور ناچنے نچانے کا دھندا ابھی چلا جا رہا ہے۔ ہماری حکومت، ہماری ایجنسیوں اور ہماری پولیس کو اسلامی مجالس اور فکری بیٹھکیں تو گوارا نہیں کیونکہ امریکہ کو یہ سب کچھ ناپسند ہے مگر اُن کو وہ اخلاقی ومعاشرتی دہشت گردی نظر نہیں آتی جو بحیثیت قوم ہمیں تباہی کے دہانے پر لے جا رہی ہے۔شرم وحیاء کے علاوہ ہمارے پاس بچا ہی کچھ نہیں مگر اس کو بھی تباہ کیا جا رہا ہے۔اب جبکہ عملی طور پر آج کا پاکستان ماضی کے پاکستان سے بہت بدل چکا ہے اور کل جو کچھ ہمارا فخر ہوتا تھا آج شرمندگی میں بدلتا جا رہا ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی، عوامی نیشنل پارٹی اور متحدہ قومی موومنٹ پاکستان کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان سے تبدیل کر کے عوامی جمہوریہ پاکستان رکھنے کی تجویز دے رہے ہیں۔ یہ ایک ایسی کوشش ہے جو آئین پاکستان کی اسلامی شناخت کو مجروح کرنے کے علاوہ پاکستان کو باقاعدہ ایک سیکولر ریاست بنانے کی طرف ایک اہم قدم ہوگا۔روشن خیالی کا نعرہ لگانے والے پہلے ہی ناموسِ رسالت کے قانون کو ختم کرنے اور قادیانیوں کے حق میں آواز بلند کر رہے ہیں۔ پاکستان کی بنیادوں کو تبدیل کیا جا رہا ہے۔اس ملک کی اساس کو تباہ کیا جا رہا ہے۔ پاکستان کو ایک اور اندلس بنانے کی سازش کی جا رہی ہے۔ ہماری پہچان ہم سے چھینی جا رہی ہے اور ہمارے بچوں کے مستقبل کو اندھیروں کی طرف دھکیلا جا رہا ہے۔لیکن سب خاموش ہیں۔کوئی فکر نہیں، کوئی احتجاج نہیں۔کاش ہم زندہ ہوتے، کاش ہم بے حسی کی اس کیفیت سے آزاد ہوتے۔ کاش......!

سید ذوالکفل بخاری

مولانا محمد ازہر

دنیا میں کون ہے جس کے دل پر کسی کی جدائی کا زخم نہ ہو۔ اپنے وقت پر آنے والی موت کسی استثناء کے بغیر محبوب سے محبوب ہستیوں کو چھین کر تا زیست نہ بھرنے والے زخم لگا جاتی ہے۔ اس اٹل حقیقت کو کوئی ڈاکٹر، طبیب، پیر فقیر اور بزرگ تو کجا، نبی بھی مقدم مؤخر نہیں کر سکتے۔ نبی الانبیاء حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک نواسی کا انتقال اس حال میں ہوا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں میں تھی اور روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ قرآن کریم نے اس حقیقت کو یوں بیان کیا ہے (ترجمہ) ''تم جہاں کہیں بھی ہوں گے موت بہر حال آ کر رہے گی، خواہ تم کیسی ہی مضبوط عمارتوں میں ہو'' (النساء:78)

چھوٹے بھائیوں سے زیادہ محبوب، برادرِ عزیز سید ذوالکفل بخاری پاکستان میں نہیں تھے، انہوں نے ''البلد الامین'' مکہ مکرمہ میں داعیٔ اجل لبیک کہا۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کی وفات کی خبر دل و دماغ پر ایک بجلی بن کر گری اور کچھ وقت کے لیے ہوش و حواس سلامت نہ رہے۔

ابھی چند روز قبل شوال المکرّم میں وہ اپنی نئی جائے تقرر ''جامعہ ام القریٰ'' مکہ مکرمہ کے لیے نہایت مسرت کے ساتھ روانہ ہوئے تھے، اس سے پہلے وہ تبوک (سعودی عرب) کے نواحی شہر املج میں شعبہ تدریس سے وابستہ تھے۔ ان کی دلی خواہش تھی کہ انہیں مکہ مکرمہ میں قیام نصیب ہوتا کہ وہ معاش کے ساتھ ساتھ حرم شریف کے فیوض و برکات سے بھی مالا مال ہو سکیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ تمنا پوری کی اور آج سے چھ ماہ قبل ان کا مکہ مکرمہ کی ام القریٰ یونیورسٹی میں انگریزی کے استاذ کی حیثیت سے تقرر ہوا۔ بیت اللہ کے ساتھ ان کی والہانہ شیفتگی رب البیت کو ایسی پسند آئی کہ انہیں اپنے پاس ہی بلا لیا۔

برادرِ عزیز سید ذوالکفل بخاری کو حق تعالیٰ شانہ نے متنوع صفات و کمالات اور خوبیوں سے نوازا تھا، وہ خانوادۂ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے گل سر سبد تھے۔ ان کے والدین، اعزہ اور احباب و رفقاء کو ان سے بڑی توقعات تھیں کہ یہ نوجوان اپنی غیر معمولی صلاحیتوں کی وجہ سے اسلاف کی یاد تازہ کریں گے مگر افسوس کہ درخشید و لے شعلۂ مستعجل بود۔

سید ذوالکفل بخاری کے والد محترم پروفیسر سید محمد وکیل بخاری ایک طویل عرصہ تک جامعہ خیر المدارس ملتان میں کرایہ کے مکان میں رہائش پذیر رہے۔ مرحوم سید ذوالکفل بخاری ان دنوں نو عمر تھے اور غالباً ہائی سکول میں زیر تعلیم تھے۔

اپنے معمولات سے فارغ ہوکر وہ اکثر دفتر ''الخیر'' آجاتے اور اخبارات کے علاوہ دینی جرائد ورسائل کا مطالعہ کرتے رہتے۔ اس دوران ان کی گفتگو کا سلسلہ بھی جاری رہتا، جو بالعموم دینی موضوعات، علم وادب، سیاسیات یا دینی جرائد میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے حوالے سے ہوتی۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنی نوعمری کے باوجود ہر موضوع پر اپنی عمر سے کہیں زیادہ بہتر اور علمی گفتگو کرتے۔ انھیں اکابر علمائے دیوبند کے مزاج، مسلک، دینی خدمات اور علمی تحقیقات کے متعلق قابل رشک حد تک معلومات تھیں۔ انھوں نے اپنے نانا امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا زمانہ تو نہیں پایا، مگر اپنے بڑے ماموں جانشین امیر شریعت سید ابومعاویہ ابوذر بخاری سے انھیں اکتسابِ فیض کا خوب موقع ملا۔

سید ابوذر بخاری شعر وادب، تصنیف وتالیف، وعظ وخطابت، درس وتدریس، سلوک وتصوف اور تعلیم وتربیت کے شعبوں میں مقامِ اختصاص وامتیاز پر فائز تھے۔ مذہب، تاریخ، ملک اور سیاست کے حوالے سے مولانا سید ابوذر بخاری کا مطالعہ قابل رشک اور حیرت انگیز تھا۔ برادرِ عزیز سید ذوالکفل بخاری کو بچپن سے عہدِ شباب تک ان سے خوب خوب فیض یاب ہونے کا موقع ملا۔ اصل علم وہ ہے جو اہل علم کی صحبت سے حاصل ہوتا ہے اور سینوں سے سینوں میں منتقل ہوتا ہے، اس اصول کے تحت سید ذوالکفل بخاری ضابطے کے عالم نہ ہونے کے باوجود حقیقتاً ''عالم'' تھے۔ ادب، مذہب، فلسفہ، شاعری، تنقید اور سیاست پر گفتگو کرتے ہوئے کبھی احساس نہیں ہوا کہ ذوالکفل بخاری کی معلومات فلاں موضوع پر سطحی یا سرسری ہیں۔

راقم الحروف سے مرحوم کا تعلق برادرانہ، عزیزانہ، دوستانہ، محبانہ اور بے تکلفانہ تھا۔ وہ جب سے تدریس کے سلسلہ میں سعودی عرب گئے، پاکستان آمد کے موقع پر اطلاع دیتے۔ اگر مجھے حاضری میں دیر ہو جاتی تو خود آجاتے۔ مولانا نجم الحق (ناظم اعلیٰ خیر المدارس) اور مولانا عبدالمنان (خازن خیر المدارس) بھی تشریف لے آتے۔ اس مجلس کے روحِ رواں اور میرِ محفل برادرِ عزیز سید ذوالکفل بخاری ہوتے۔ ان مجلسوں کی یاد سے اب دل میں ہوک اٹھتی ہے اور یہ دعا کہ حق تعالیٰ شانہ مرحوم کو جنت میں درجات عالیہ نصیب فرمائیں۔

ان کی رحلت کا صدمہ تازیست رہے گا لیکن مکہ مکرمہ سے ان کے سفرِ آخرت کی جو تفصیلات ملی ہیں انہوں نے زخم پر گویا مرہم رکھ دیا ہے۔ مرحوم سید ذوالکفل بخاری کی نماز جنازہ حرم شریف میں لاکھوں مسلمانوں نے ادا کی اور انہیں جنۃ المعلیٰ کی مقدس خاک اور سیدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے قدمین شریفین میں آسودۂ خاک ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔

مرحوم کی وفات ٹریفک حادثہ میں ہوئی، جب وہ یونیورسٹی سے تدریس کے بعد گھر آرہے تھے۔ سر میں شدید چوٹ لگنے کے باوجود وہ آخری لمحے تک ہوش وحواس میں رہے اور شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھا کر باآواز بلند کلمہ شہادت پڑھتے رہے۔ جن افراد نے یہ منظر دیکھا ان کی زبان سے بے ساختہ نکلا کہ یہ نوجوان کسی شریف اور نیک خاندان کا فرزند معلوم ہوتا ہے۔ ہوش وحواس کے عالم میں اس جہانِ رنگ وبو میں برادرِ عزیز سید ذوالکفل بخاری کا آخری عمل حق

تعالیٰ شانہ کی وحدانیت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی تھا۔ وہ اپنے سابقہ اعمال صالحہ کے بہت بڑے ذخیرہ کے علاوہ اس بشارتِ نبوی کے ساتھ بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوں گے کہ من کان آخر کلامہ لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ کہ جس مسلمان کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت برادرم سید ذوالکفل بخاری کی تمام حسنات کو قبول فرماتے ہوئے انہیں اعلیٰ علیین میں اپنا قربِ خاص نصیب فرمائیں۔ ان کے والدین، بیوی، بچے، اعزہ اور احباب و رفقاء جوان کی رحلت کے صدمے سے ابھی تک سوگوار و اشکبار ہیں، کو صبر جمیل عطا فرمائیں، بالخصوص ان کے والد محترم سید محمد وکیل شاہ بخاری اور والدہ محترمہ اس ضعیف العمری میں صالح وسعادت مند بیٹے کی جدائی پر جس صدمے سے دوچار ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ اس کا اجر جزیل عطا فرمائیں، علاوہ ازیں پیر جی سید حافظ عطاء المہیمن بخاری (ماموں وسسر) برادرِ محترم سید محمد کفیل بخاری (بڑے بھائی) ، سید محمد معاویہ بخاری اور دیگر اعزہ و رفقاء بھی تعزیت کے مستحق ہیں، حق تعالیٰ شانہ مرحوم کی اہلیہ اور دو معصوم بیٹوں کی خصوصی کفالت فرمائیں اور دنیا و آخرت میں اس صدمہ کا بدلہ اپنی رضا اور عنایات کی صورت میں نصیب فرمائیں، آمین۔

الغازی مشینری سٹور
ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں
بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

سلیم الیکٹرونکس

SALEEM
ELECTRONICS
HUSSAIN AGAHI ROAD, MULTAN
ڈاؤلینس ریفریجریٹر اے سی
سپلٹ یونٹ کے بااختیار ڈیلر
Dawlance
ڈاؤلینس لیا تو بات بنی
061- 4512338
061- 4573511
حسین آگاہی روڈ ملتان

خانوادۂ بخاری کا تابندہ گوہر

مولانا حبیب الرحمٰن ہاشمی

لو خانوادۂ بخاریؒ کا چشم و چراغ بلکہ روشن چراغ جس نے مۂ کامل بننا تھا، داغِ مفارقت دے گیا، اِک دِیا اور بجھا اور بڑھی تاریکی...... خوش درخشید و لے شعلۂ مستعمل بود

الیاس میراں پوری نے کپکپاتی آواز میں سید ذوالکفل بخاری کی مرگِ ناگہانی کی خبر دی۔ دیر تک تأسف وحزن میں دل ڈوبا رہا پھر قدرے اطمینان ہوا کہ سید کو (جو نجیب ولبیب ہی نہیں بلکہ حبیب بھی تھا) خاکِ حرم نے اپنی آغوش میں لے لیا اور وہ نانی اماںؒ کی گود یا قدموں میں جا سویا۔ اب صبحِ قیامت ان صحابہؓ صلحاؒ وشہداؒ کے جھرمٹ میں اٹھیں گے جو وہاں آسودۂ خاک ہیں۔ یہ نصیب! اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے، اسے کہتے ہیں پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا۔

شب بھر نیند نہیں آئی، ان کی یادوں کی بارات ہجوم کیے رہی، ان حسین اور ذہین چہرہ نگاہوں میں گھومتا رہا میری اشک بار آنکھیں اسے چومتی رہیں۔ گفتگو بڑی شاندار اور جاندار کرتے تھے، گھنٹوں مسلسل کسی بھی موضوع پر بولتے چلے جاتے، فصاحت و بلاغت شیرِ مادر کا اثر تھا۔ زبان کی طلاقت کیساتھ، چشم وابرو، ہاتھوں کی حرکات سے سامعین کو مسحور کر لیتے بلبل کی طرح چہکتے، شاخِ گل کی طرح لچکتے۔

پکے دیوبندی بلکہ ''احراری'' مگر تعصب یا تنگ نظری، عبوست و یبوست علمی پندار، ہمہ دانی کا زعم، خاندانی نخوت وغرور اور صاحبزادگی کے روگ سے کوسوں دور بلکہ نفور تھے۔ شوخی وظرافت علمی تفوق کے باوجود، عجز وانکسار کا پیکرِ جمیل تھے۔

کتاب دوست، علم پرور، دوست نواز بلکہ دشمن نواز تھے۔ ہمدرد غمگسار بلکہ سارے جہاں کا درد اپنے جگر میں رکھتے۔ دوست بنانا دوستی نبھانا اور دوستوں کی دلچسپیوں اور مرغوبات کا لحاظ خیال شاہ جی فرض سمجھتے اور قرض کی طرح اس کو چکاتے۔ شاہ جی کو دل گداز، چشم پاک بین و پاک باز اور عجز و نیاز حضرتِ حق سے عنایت ہوا حلقۂ یاراں میں ابریشم کی طرح نرم تھے۔ کون تھا جو ان کی زلف گرہ گیر کا اسیر اور ان کی دل ربا اداؤں پہ فریفتہ نہ تھا۔ اب کہاں سے لاؤں تجھ سا کہیں جسے

مشہور ہے کہ حضرت شاہ جیؒ جب چاہتے اپنے سامعین کو رلا دیتے جب چاہتے ہنسا دیتے مگر ہمارا سید رلاتا نہیں ہنساتا تھا۔ ان کے مخزن میں لطائف وظرائف کا انبار تھا۔ جدت اور تنوع برمحل بھی ہوتے۔ ان کے ترکش میں طنز و

تعریض کے تیر بھی رہتے تھے جو مناسب موقعوں پر استعمال کرتے اور خوب کرتے۔ حاضر دماغ حاضر جواب۔

دوستوں کی ہر طرح کی مدد کرتے، مالی بھی اور جانی بھی۔ سفارش کرنے میں بخل نہیں تھا۔ کہا کرتے سفارش تعلقات کی زکوٰۃ ہے قاریوں اور لکھاریوں کی مدد کرتے۔ کہاں سے کیا مواد دستیاب ہوسکتا ہے ''تابعدار جن'' کی طرح پلک جھپکتے شاہ جی وہ مواد یا کتاب مہیا فرمادیتے۔ اس علمی تعاون یا قلمی مدد پر ایک عجیب کیف و سرور ان کے چہرے پر جھلکتا بلکہ چھلکتا مگر اس احسان کو کبھی زبان پر نہ لاتے بلکہ احسان مندی کے ذکر سے محجوب ہوتے۔

مطالعہ وسیع، عمیق، متنوع اور سریع تھا یوں لگتا کتاب پڑھتے نہیں سونگھتے ہیں۔ کالم لکھے اور خوب لکھے تقاریظ اور تبصرے بھی جاندار ہوتے، لگی لپٹی نہ رکھتے کتاب یا مضمون کا جو درجہ ہوتا وہی اس کو ملتا۔

تجدُّ دمآب، اباحیت زدہ، دشمنانِ دین وطن کی طرف سے جب کلوخ اندازی ہوتی تو شاہ جی کا قلم شمشیر بے نیام ہو جاتا۔ حریف کو لاجواب کرنا بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ کیسا ہی سورما ہوتا' شاہ جی اڑنگے میں لاکر یوں پٹخنی دیتے کہ حریف چاروں شانے چت ہوتا۔ علم، استدلال، زورِقوت، برجستگی، بے ساختگی، روانی جولانی اور طنز و ظرافت ان کی تحریر کا خاصہ۔ مبدأ فیض سے شعروادب کا پاکیزہ ذوق بھی ملا تھا۔ شعر کہتے تھے مگر آزاد۔ شاید وہ اپنے فکرِ آزاد کو بحور میں مقید نہیں کرنا چاہتے تھے۔

اساتذہ کے سیکڑوں اشعار نوکِ زبان تھے۔ موقع محل کی مناسبت سے یوں جڑتے جیسے انگشتری میں نگینہ۔ پھر اپنی ذہین و چمکدار نگاہیں مخاطب پر گاڑ دیتے اور داد طلب ہوتے۔ ان کی معیت میں دسیوں سفر ہوئے۔ اس بار خانقاہ سراجیہ ہم دونوں گئے تمام راستے مختلف موضوعات پر بات ہوتی رہی، وہاں مخدوم زادہ گرامی مولانا عزیز احمد سے طویل گفتگو ہوئی، خوب مجلس جمی۔ یہاں یہ بلبل ہزار داستان طوطی شیریں مقال احتیاط واحترام کے دائرے میں محصور ہو جاتا۔ صاحبزادگان بھی بہت احترام سے پیش آتے، بڑی قدر فرماتے۔ حضرت والا کی مجلس میں تمام تر توجہ سمیٹ لیتے، حضرت کی نگاہِ التفات شاہ جی پر پڑتی اور خوب پڑتی، حاضرین کو رشک آتا۔ اس آخری سفر میں مجھ سے فرمایا ''آپ سے دعاؤں کی درخواست ہے'' میں نے کہا شاہ جی کمال کرتے ہیں کیا پدی کی پدی کا شوربا! فرمانے لگے۔ ''میں سنجیدگی سے کہہ رہا ہوں کہ آپ کو ہمارے خاندان سے تعلق ہے۔ صبیح الحسن پروان چڑھے اور علمی کام مضبوط بنیادوں پر کرلے۔ دار بنی ہاشم میں ایک شاندار منتخب و مرتب لائبریری قائم ہو۔ میں نے عرض کیا اللہ کرے کہ صبیح الحسن آپ کی توقعات سے کہیں بڑھ کر کامران وفیض رساں بنے۔ آمین۔

خانوادۂ امیر شریعت کی نیک اور سچی یادگار بھی ہماری نظروں سے روپوش ہوگئی۔ سدا رہے نام اللہ کا ہم فرقت کے ماروں کا دل سوگوار ہے۔ آنکھ اشک بار ہے مگر زباں وہی بولے گی جس کی تعلیم اللہ کے آخری نبی نے دی:

وللّٰہ ما اخذ ولہ مااعطیٰ و کل شیٔ عندہ با جل مسمی

میرا کوتاہ قلم ان کی صفات و کمالات اور خدمات کا احاطہ نہ کرسکا بلکہ کچھ بھی بیان نہ کرسکا۔ البتہ میں نے تعمیل حکم میں کوتاہی نہ کی یوں کفیل شاہ جی اور مرحوم کی روح سے شرمندہ ہونے سے بچ گیا۔

آہ! سید ذوالکفل بخاری

رؤف طاہر

ابھی تو یارِ طرحدار طاہر جمیل اور وضعدار و سراپا انکسار قاری شکیل کی جدائی کے زخم بھرے نہیں تھے کہ سید ذوالکفل بخاری بھی ایک گہرا گھاؤ دے گئے۔ 39 سالہ سید زادے کی اچانک رحلت کی خبر، جس نے بھی سنی، دل تھام لیا۔ ڈاکٹر عرفان ہاشمی نے فون پر تصدیق چاہی اور ہاں میں جواب پا کر بے ساختہ پکارا ٹھے: ''خوش درخشید ولے شعلۂ مستعجل بود'' ڈاکٹر ہاشمی میں مزید کچھ کہنے سننے کا یارانہ تھا۔ بھرائی ہوئی آواز میں خدا حافظ ہی کہہ پائے اور فون بند کر دیا۔

تقریباً 7 سال ہوتے ہیں، سعودی وزارتِ تعلیم نے ابتدائی مدارج سے ہی سعودی بچوں کو انگریزی سکھانے کے لیے پاکستان سے لگ بھگ اڑھائی سو اساتذہ کا انتخاب کیا۔ یہ کالجوں کے نوجوان اساتذہ تھے۔ ان میں سید ذوالکفل بخاری بھی تھے جو ان دنوں ملتان کے ایک سرکاری ادارے میں انگریزی کے لیکچرار تھے۔ برصغیر کے بے مثل خطیب اور تحریک آزادی میں ''احرار'' کے قافلۂ سالار سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے نواسے..... لیکن یہ محض ''پدرم سلطان بود'' والا معاملہ نہیں تھا۔ ذوالکفل اپنی ذاتی خوبیوں اور صلاحیتوں کے ساتھ خود کو اس عظیم خانوادہ کے لائق و فائق سپوت کہلوانے کے واقعی حق دار تھے۔

سعودی عرب ملازمت کے لیے آنے والے اکثر افراد کے ذہن میں حرمین کی قربت کا خیال ہوتا ہے۔ ذوالکفل کو بھی یہی گمان تھا، لیکن یہاں ان کا تقرر منطقہ تبوک کے قصبے اُملج میں ہوا۔ مدینہ منورہ سے تقریباً 350 اور مکہ مکرمہ سے 500 کلومیٹر دور چند ہزار نفوس پر مشتمل یہ ساحلی قصبہ اپنی سرسبزی و شادابی کے باعث خاصا پُرکشش ہے، لیکن ذوالکفل کی تشنگی کا سبب کچھ اور تھا۔ یہاں ان کے علمی و ادبی ذوق اور تحقیق و جستجو کے شوق کا سامان نہیں تھا، جب تک فیملی پاکستان میں تھی، وہ ویک اینڈ پر عموماً جدہ کا رخ کرتے۔ نمازِ جمعہ کی حرم مکی میں ادائیگی کے علاوہ ان کا بیشتر وقت طاہر جمیل (مرحوم) کی ادبی بیٹھک میں گزرتا۔ یہاں جدہ کی علمی و ادبی شخصیات سے گفتگو رہتی۔ عمرے کے لیے پاکستان سے آئے ہوئے کسی شاعر یا ادیب سے بھی یہاں ملاقات ہو جاتی۔ جدہ کے بک سٹالز پر پاکستان سے آئی ہوئی کوئی نئی کتاب دستیاب ہوتی تو اسے خرید لیتے۔ ہفتے کے باقی 5 دنوں کے لیے سیرابی کا اہتمام کر کے واپس اُملج چلے جاتے۔ وہ محکمہ تعلیم پنجاب سے ''طویل رخصت'' پر تھے۔ یوں پاکستان میں ان کی سرکاری ملازمت محفوظ و مامون تھی۔

اُملج کے چھوٹے سے قصبے میں ان کی علمی و ادبی صلاحیتوں کے اظہار اور فروغ کے لیے کچھ نہ تھا۔ کئی بار وطن

واپسی کا سوچا، پھر یہ سوچ کر ارادہ ملتوی کر دیا کہ شاید حرمین کی قربت کی تڑپ رنگ لے آئے اور اللہ تعالیٰ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں قیام کی کوئی صورت پیدا کر دے۔ 2008ء میں ان کے نالوں کا جواب آ گیا۔ مکہ مکرمہ کی اُم القریٰ یونیورسٹی میں انگریزی کے استاد کی حیثیت سے ان کا انتخاب ہو گیا تھا۔ اُم القریٰ یونیورسٹی میں ملازمت کے لیے نیا ویزہ اسلام آباد میں سعودی سفارت خانے سے لگنا تھا۔ انھوں نے اُملج والی ملازمت سے استعفیٰ دیا اور نئے ویزے کے لیے پاکستان روانہ ہو گئے، لیکن عشق کا امتحان ابھی ختم نہیں ہوا تھا۔ نئے ویزے میں کچھ تکنیکی مسائل حائل ہو گئے تھے۔ اس دوران ذوالکفل سے فون پر عموماً رابطہ ہوتا۔ ایک روز میں نے کہا: شاہ جی! پریشانی کی کیا بات ہے، آپ کی سرکاری ملازمت محفوظ ہے، اسے جوائن کر لیں، اب تو کالج اساتذہ کی تنخواہیں بھی اچھی خاصی ہیں۔ خانوادۂ رسول ویسے بھی سیر چشم واقع ہوا ہے۔ آپ انگریزی کے استاد ہیں۔ دو تین ساتھیوں کے ساتھ مل کر شام کو انگلش اکیڈمی کھول لیں۔ اس بکھیڑے میں نہ پڑنا چاہیں تو کسی پرائیویٹ ادارے میں ایک دو پیریڈ لے لیا کریں۔ آپ کے لیے ملتان ہی سعودی عرب ہو جائے گا۔

......لیکن ذوالکفل کی تڑپ سعودی ریالوں کے لیے تو نہیں تھی۔ مجھے یاد آیا ایک بار انھوں نے کہا تھا، حرمین کی قربت ان کے لیے کسی بھی نعمت، کسی بھی دولت سے بڑھ کر ہے۔ ''یوں لگتا ہے یہاں کی مٹی مجھے اپنی طرف کھینچتی ہے۔'' ''یہ مٹی ہے بھی تو یہیں کی۔'' میں نے جواب دیا تھا...... پھر اس سال مارچ میں ویزہ لگ گیا اور اور ذوالکفل اپنے خوابوں کی سرزمین میں واپس آ گئے۔ اب وہ بہت خوش تھے، جیسے دولت کونین مل گئی ہو۔ انھوں نے عزیزیہ میں گھر لیا، جو حرم سے پانچ سات منٹ کی مسافت پر تھا۔ یوں بھی ہوتا کہ رات کے کسی پہر دلِ بے تاب مچل اٹھتا اور ذوالکفل حرم کا رُخ کرتے۔ ڈھلتی شب کے اس پہر طواف کا اپنا لطف تھا۔ ہجوم نہ ہونے کے باعث حجرِ اسود کو بوسہ دینا بھی آسان تھا اور غلافِ کعبہ سے لپٹ کر دیر تک آہ وزاری میں بھی کوئی مخل نہ ہوتا۔ صحن حرم میں بیٹھ کر کعبے کو دیکھتے رہنے کا اپنا ہی لطف تھا۔ ذوالکفل ان نعمتوں سے خوب فیض یاب ہوتے۔ میں جدہ سے روانہ ہوتے ہوئے فون پر رابطہ کرتا تو حرم کے اندر یا اس کے قرب و جوار میں کوئی جگہ میٹنگ پوائنٹ کے طور پر طے پاتی۔ حرم کے اندر یا اس کے قرب وجوار میں پاکستان سے آئی ہوئی کسی علمی وادبی شخصیت پر نظر پڑتی تو ذوالکفل اسے جا لیتے۔ یہ صورتحال ان کے لیے ''اضافی کشش'' کا باعث تھی۔

اس سال جون کے اوائل میں ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کے ساتھ ایسی ہی ایک طویل نشست میں ان سطور کے راقم کو بھی شرکت کا موقع ملا۔ جدہ میں کوئی علمی وادبی تقریب ہوتی تو ذوالکفل اس میں شرکت کا بھی اہتمام کرتے۔ انھیں نام ونمود سے حتی الامکان گریز ہوتا۔ ان کی خواہش ہوتی کہ پچھلی نشستوں پر بیٹھ کر خاموشی سے استفادہ کرتے رہیں۔ احباب بہ اصرار اگلی قطار میں لاتے۔ کسی پروگرام میں ان کی تقریر ہوتی تو کامیاب ترین مقرر ہی ہوتے۔ وہ خطیب برصغیر سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے نواسے تھے۔ شاہ جی کے بعد، ان کے صاحبزادگان سید عطاء المنعم بخاری، سید عطاء المحسن بخاری، سید عطاء المومن بخاری اور سید عطاء المہیمن بخاری نے بھی خطابت کی اس شمع کو روشن رکھا، لیکن ذوالکفل کی خطابت

کا رنگ مختلف تھا۔ کسی سیمینار، کسی کانفرنس میں ان کی تقریر اپنے ''مواد'' کے علاوہ ''انداز'' میں بھی ایک پروفیسر اور اسکالر کا رنگ لیے ہوتی۔ وہ روسٹرم پر مُکّے برسانے اور گلے کے پورے زور سے حاضری کے لیے سمع خراشی کا باعث بننے کی بجائے دھیمے لہجے میں الفاظ کے مناسب زیروبم کے ساتھ سامعین کو مسحور کر دیتے۔ زورِ خطابت اور شورِ خطابت کے بجائے استدلال کے ساتھ اپنی بات کو آگے بڑھاتے اور سامعین کو مٹھی میں کر لیتے۔ وہ انگریزی کے استاد تھے، لیکن اردو میں تقریر کرتے ہوئے انگریزی سے مکمل پرہیز کرتے۔

وہ دوستوں کے دوست تو تھے ہی، دشمنوں کے بھی دوست تھے کہ ان کے لیے بھی اس کے ہاں خیر خواہی کے سوا کوئی جذبہ نہ تھا۔ وہ انسانی تعلقات کے حوالے سے وسیع المشرب تھے۔ زاہدوں کے علاوہ رِند بھی ان کے حلقۂ احباب میں شامل تھے کہ وہ انسانوں سے مایوس نہیں ہوتے تھے۔ کیا خبر کب انسانی فطرت کا خیر، شر کے جذبے پر غالب آجائے۔ جنگ/ نیوز والے رؤف کلاسرا، فکر و نظر میں بُعد المشرقین کے باوجود ان کے قریبی دوستوں میں شامل تھے۔ وہ اپنے مسائل کے حوالے سے دوستوں کو آزمائش میں ڈالنے سے حتی الامکان گریز کرتے، لیکن ان کے مسائل میں بڑھ چڑھ کر دلچسپی لیتے۔ ان کے مسئلے کو اپنا مسئلہ بنا لیتے اور جب تک اسے حل نہ کر لیتے، چین سے نہ بیٹھتے۔ صاحب تدبر ایسے کہ پیچیدہ مسائل کا حل چٹکیوں میں ڈھونڈ نکالتے۔ انگریزی کے علاوہ اردو ادب پر بھی گہری نگاہ تھی۔ اقبالیات سے خصوصی شغف تھا۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی سے مکہ مکرمہ والی نشست میں اور گزشتہ ماہ ڈاکٹر خورشید رضوی کے ساتھ جدہ کی نشستوں میں بھی بیشتر گفتگو اقبالیات ہی کے حوالے سے ہوئی۔

وہ غزل بھی کہہ لیتے تھے، لیکن زیادہ تر آزاد نظم ہی کہی اور اس پر اصحاب نقد و نظر سے داد و تحسین بھی پائی۔ اُم القریٰ یونیورسٹی میں تدریسی سرگرمیوں کے علاوہ مختلف تصنیفی، تالیفی اور تحقیقی منصوبوں پر بھی کام کر رہے تھے۔ اس میں سعودی عرب کے قدیم ادب و ثقافت پر کام بھی تھا، جس میں انھیں ملتان کے پروفیسر ڈاکٹر اسلم انصاری اور پاکستان انٹرنیشنل سکول جدہ کے ڈاکٹر امتیاز بلوچ کا تعاون بھی حاصل تھا۔ سعودی عرب میں اردو ادب پر کام کا ارادہ بھی رکھتے تھے۔ گورنمنٹ کالج سول لائنز ملتان کے پروفیسر محمود الحسن ''اردو ادب و خطابت کی روایت میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی خدمات'' پر پی ایچ ڈی کر رہے تھے کہ اسی دوران آسمانوں سے بلاوا آگیا۔ اس ادھورے کام کی تکمیل بھی ذوالکفل کے پیش نظر تھی، لیکن اُدھر مہلت عمل ختم ہوگئی تھی۔ 15؍نومبر کو نمازِ ظہر پڑھ کر یونیورسٹی سے گھر کے لیے روانہ ہوئے، ابھی راستے ہی میں تھے کہ دوسری سمت سے آنے والی ایک تیز رفتار گاڑی ان کی کار سے آٹکرائی اور بندہ اپنے رب کے حضور حاضر ہوگیا۔ وصیت تھی کہ اگر سرزمین حرم میں موت آئے تو یہیں دفن کر دیا جائے۔ نمازِ فجر کے بعد حرم میں نماز جنازہ ہوئی اور جنت المعلیٰ میں آسودۂ خاک ہوگئے:

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

(روزنامہ ''اردو نیوز'' جدہ، 19؍نومبر 2009ء/ روزنامہ ''پاکستان'' 20؍نومبر 2009ء

انا للہ وانا الیہ راجعون

سجاد جہانیہ

چہار جانب عمارت کے بیچوں بیچ ایک وسیع صحن ہے اور ایک کشادہ پھیلاؤ والے درخت تلے کتنی ہی چار پائیاں بچھی ہیں۔ جن پر یہاں وہاں افسردہ لوگ بیٹھے ہیں۔ شمالی سمت لائبریری ہے۔ اس کی دیوار کے ساتھ چار پائیوں کے بیچ ایک کرسی دھری ہے۔ کرسی پر دودھ ایسی اجلی دراز ریش اور ویسی ہی اجلی رنگت والے ایک بزرگ بیٹھے ہیں۔ انھوں نے ٹیک چھوڑ رکھی ہے۔ دو کہنیاں کرسی کے بازوؤں پر ہیں اور بائیں ہاتھ کی پشت کو داہنے ہاتھ کی ہتھیلی سے سہلایا کرتے ہیں۔ لوگ آتے ہیں۔ ان سے مصافحہ کرتے ہیں۔ پرسا دیتے ہیں۔ یہ کمال ضبط سے پرسا لیتے ہیں اور آنے والے کو بیٹھنے کا کہتے ہیں۔ میں اور جمشید رضوانی ان بزرگ سے مل کر بیٹھ چکے ہیں۔ اتنے میں ایک سرو قامت نیم سپید، نیم سیاہ داڑھی والے نوجوان مردفون سنتے ہوئے آتے ہیں۔ سب کے ساتھ ساتھ ہم سے بھی گلے ملتے ہیں۔ جب بھی کوئی تعزیت کے کلمات بولتا ہے تو ان کے چہرے کے خطوط متغیر ہونے لگتے ہیں، آنکھیں گویا چھلک پڑنے کو ہوتی ہیں لیکن فوراً ہی وہ با آواز بلند انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے لگتے ہیں۔ ''بے شک ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف رجوع کرنے والے ہیں'' یہ کلمات ان کے ضبط کی گرتی ہوئی دیوار کو پھر سے استوار کر دیتے ہیں۔

یہ منظر شہر ملتان کے چوک پل مردہ خانہ کے پہلو میں واقع دار بنی ہاشم کا ہے۔ کرسی پر بیٹھے بزرگ وکیل شاہ صاحب ہیں اور جو فون سنتے ہیں' ان کا نام کفیل شاہ بخاری ہے۔ امیر شریعت کے گھر کا یہ آنگن ہے اور ان دونوں حضرات میں سے اول الذکر کا فرزندِ ثانی اور مؤخر الذکر کا برادر خورد اور ہمارا دوست ذوالکفل بخاری ایک ہی روز قبل مکہ مکرمہ میں اذنِ ایزدی کی بجا آوری میں پیام براجل کو لبیک کہہ گیا ہے۔ مرحوم کو ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی آخری آرام گاہ کے قریب ہی آسودہ خاک کیا جا چکا ہے۔ ایسی جگہ اور ایسی زمین میں روزِ محشر تک کے لیے جگہ مل جانا ہر مسلمان کی خواہش ہے اور آرزو۔ مگر کیا اب عینک کے شیشوں کے عقب سے مسکراتی ہوئی مگر شوخی سے بھرپور آواز اب یہ کان کبھی نہ سن پائیں گے۔ اب اس آنگن میں کوئی ہمیں گاڑی تک رخصت کرنے نہیں آئے گا اور بالکل آخری لمحے پر روک کر یہ نہ کہے گا ''اچھا اک لطیفہ سندے جاؤ'' موت تو ہر سانس لینے والے کا مقدر و منتہی ٹھہری مگر ایسی جلدی اور ایسی اچانک۔ لیکن جب اس مٹی کے گھر میں بولنے والی روح کے لیے رجوع کرنا ہی انجام ہے تو کیسی جلدی اور کیا اچانک۔

مدت ہوئی کہیں پڑھا تھا کہ جب کشمیر میں کسی شادی شدہ کی وفات ہو جائے تو اس کی بیوہ میت پر ''ہے تو بوُ'' کہہ کر بین کرتی ہے۔ ان کشمیری الفاظ کو اگر اردو کا جامہ پہنایا جائے تو ''ہائے میری روٹی'' بنتا ہے۔ سچی بات ہے جب پندرہ نومبر کی شب جمشید نے فون پر شاہ جی (ذوالکفل بخاری) کی وفات بارے بتایا تو میرا جی چاہا کہ میں بھی بلند آہنگ سے ''ہائے میرا ناشتہ، ہائے میرا ناشتہ'' کے بین کروں۔ ناشتوں کا اہتمام کرنا اور دوستوں کو جمع کرنا شاہ جی کا پسندیدہ شغل تھا۔ پتا نہیں امیر شریعت کے اس گھر میں ناشتے کا دسترخوان دوستوں کے آگے دراز کرنے کی روایت کب سے ہے۔ تاہم پچھلے بارہ برسوں سے چنیدہ دوستوں کے اس ناشتے کا ایک شریک میں بھی رہا ہوں۔ اس ناشتے کے لیے یوں تو کوئی لگے بندھے ایام نہ تھے۔ تاہم عیدین پر، عید کے دوسرے تیسرے روز تو یہ اہتمام ضرور ہوتا۔ عیدین کے ناشتے کی حکمت یہ تھی کہ وہ دوست جو بسلسلہ روزگار شہر سے باہر قیام رکھتے تھے، وہ ان تہواروں پر دستیاب ہوتے۔ خالد مسعود، رؤف، جمشید اور میں تو عیدین کے ان ناشتوں کے یقینی مہمان ہوتے باقی بدلتے رہتے۔ ناشتہ ایسا بھرپور اور متنوع کہ آپ سارے لوازمات چکھ نہیں سکتے۔ پھر شاہ جی گھر کے اندر چکر پہ چکر لگاتے اور لسی کے لبالب جگ لاتے۔ بہ اصرار ایک ایک ڈش اٹھا کر سب کو پیش کرتے۔ ایسے میں کبھی ان کے والد وکیل شاہ صاحب بھی گھڑی کی گھڑی آن بیٹھتے تو منڈلی قدرے سنجیدہ ہو جاتی۔ کفیل شاہ تو خیر موجود ہی رہتے۔ امیر شریعت کو میں نے نہیں دیکھا تاہم مختار مسعود نے اور دیگر تذکرہ نگاروں نے اپنی تحریروں میں ان کا جو حلیہ باندھا ہے، میرا خیال ہے کہ وہ ہو بہو کفیل شاہ جیسے رہے ہوں گے۔ (1)

پچھلے چھے برسوں سے ناشتے کے ان جلسوں میں وقفے بڑھ گئے تھے اور یہ سلسلہ کسی قدر بے قاعدگی کا شکار تھا۔ اس کی وجہ شاہ جی کا سعودی عرب کے ایک کالج میں پروفیسر مقرر ہونا تھا مگر جو بھی عید وہ یہاں کرتے، اس کے دوسرے تیسرے روز ناشتے کی محفل ضرور جمتی۔ گزشتہ برس کے اواخر میں شاہ جی کا کنٹریکٹ ختم ہوا تو وہ کوئی چھے ماہ تک ملتان میں رہے۔

''خبریں'' کے قارئین کو یاد ہوگا کہ انھوں نے ادارتی صفحہ پر اس دوران کالم بھی لکھے۔ افسوس کہ ایسی خوبصورت اور پرشکوہ نثر لکھنے والا قلم خاموش ہوگیا۔ سالِ رواں کے ابتدائی ایام میں انھوں نے ایک ناشتے کا اہتمام کیا۔ ان کا فون موصول ہوا مگر میں شہر سے باہر تھا، جمشید بھی نہ جا سکا اور میرا خیال ہے شاید خالد مسعود بھی۔ اس خفت کو مٹانے کے لیے میں اور جمشید پروگرام بناتے رہے کہ اپنے ہاں ناشتے یا کھانے کا انتظام کرتے ہیں۔ شاہ جی کو اور دیگر دوستوں کو اکٹھا کریں گے۔ مگر ''اے بسا آرزو کہ خاک شدہ''۔ ہم دونوں وقت ہی طے نہ کر سکے اور شاہ جی ایک مرتبہ پھر عازمِ سعودی عرب

(1) صاحبِ مضمون حسن ظن ہے اور حقیقت یہ ہے کہ امیر شریعت کی شکل وشباہت، قامت وجسامت، علم وعمل، اخلاق وکردار اور جرأت وشجاعت کی جھلک ان کے چاروں فرزندوں میں بدرجۂ اتم موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے محاسن اُن کی ذریت میں بھی ودیعت فرما دیں۔ میں کیا اور میری مماثلت کیا؟ اک بس ذرۂ حقیر کو اُن سے نسبت حاصل ہوگئی۔ الحمدللہ (کفیل)

عرب ہو گئے ۔سو اب پچھتاوے ہیں اور سوچیں ۔ ان یادوں کے بوجھ سے دل ہے کہ ڈوبا جا تا ہے مگر پھر یکا یک چارپائیوں پر بیٹھے لوگوں میں ہلچل پیدا ہوتی ہے۔سکوت سے بہتی لہروں میں جیسے ارتعاش سا آ گیا ہے کہ جس نے میری یادوں کے اس سلسلے کو بھی منتشر کر دیا ہے ۔ پتا چلتا ہے کہ امیر شریعت کی آخری نشانی، ان کے فرزند سید عطاء المہیمن بخاری آتے ہیں ۔ لائبریری کی دیوار تلے بچھی چار پائی پر جگہ بنادی گئی ہے ۔فرزند امیر شریعت ایک ایک سے مصافحہ کرتے اور سلامتی بھیجتے ہوئے آن کر وہاں بیٹھ جاتے ہیں ۔ وہ بھی بڑے حوصلے میں ہیں ۔ بہت سی باتیں کرتے ہیں، ویسی ہی کہ جیسی ابن امیر شریعت کو زیبا ہیں ۔ ایک جملہ ایسا ہے کہ ذوالکفل کے سفر آخرت میں ریفرنس کے طور پر ان کے کام آتا رہے گا ۔سید عطاء المہیمن بخاری کہتے ہیں ''اپنی عمر کے اعتبار سے ہمارے خاندان کا وہ صالح ترین نوجوان تھا۔'' سننے والوں کے گوشہ ہائے چشم نمی چھوڑنے لگتے ہیں۔ جمشید کہ میرے ساتھ بیٹھا ہے، اس کا پیمانہ بھی چھلک پڑنے کو ہے۔

ہم دونوں اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ وکیل شاہ صاحب اور عطاء المہیمن شاہ صاحب سے الوداعی مصافحہ کرتے ہیں۔ کفیل شاہ سے بغل گیر ہوتے ہیں۔ ہمیں رخصت کرتے ہوئے کفیل شاہ صاحب جمشید سے کہتے ہیں ''تعزیت کے لیے آنے والوں کا رش ذرا کم ہو جائے پھر اس کے تمام دوستوں کو ناشتے پر اکٹھا کریں گے اور اس کی خوب باتیں کریں گے۔'' یہ جملہ مکمل کرتے ہوئے کفیل شاہ کے گلے میں گویا کوئی گولا سا اٹک گیا ہے جس کے زیر اثر آواز بھرانے لگتی ہے۔ وہ پھر زور لگا کے گولا نگل جاتے ہیں اور بلند آہنگ سے کہتے ہیں ''انا للہ وانا الیہ راجعون۔'' (روزنامہ ''خبریں'' ملتان 18 نومبر 2009ء)

قارئین متوجہ ہوں

قارئین کی طرف سے اکثر یہ شکایت موصول ہوتی ہے کہ ہمیں سالانہ چندہ ختم ہونے کی کوئی اطلاع نہیں ملی اور رسالہ بند کر دیا گیا ہے۔ اس شکایت کے ازالے اور قارئین کی سہولت کے لیے لفافے پر پتا کے اوپر مدت خریداری درج کر دی گئی ہے۔ قارئین سے التماس ہے کہ درج شدہ مدت کے مطابق اپنا سالانہ چندہ ارسال کر کے اگلے سال کی تجدید کرالیں۔ اکثر قارئین کا زرتعاون سالانہ اکتوبر، نومبر، دسمبر 2009ء میں ختم ہو چکا تھا۔ کئی قارئین نے سالانہ چندہ ارسال کر کے نئے سال کی تجدید کرالی ہے۔ جن کا چندہ وصول نہیں ہوا، اس کے باوجود دسمبر 2009ء کا شمارہ انھیں بھی ارسال کیا جارہا ہے۔ براہِ کرم دسمبر میں ہی اپنا سالانہ زرِتعاون 200 روپے ارسال فرما کر نئے سال کے لیے تجدید کرالیں۔ بصورت دیگر آئندہ شمارے کے لیے معذرت! (سرکولیشن منیجر)

''نقیب ختم نبوت'' کی ترسیل، شکایات اور دیگر معلومات کے لیے رابطہ نمبر: 0300-7345095

رفتید ولے نہ از دلِ ما

(صاحبانِ علم وہنر کے تاثرات)

مرتب: الیاس میراں پوری

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے چھوٹے نواسے، نظم گو شاعر، دانشور کالم نگار، لغت نویس اور صاحب طرز نثر نگار سید ذوالکفل بخاری کی مرگِ ناگہانی نے ہر مکتبہ فکر کو سوگوار کیا ہے۔ فوری طور پر ذیل میں اہل علم ودانش کے تاثرات دیئے جارہے ہیں۔ لیکن مذکورہ صاحبانِ علم وفن کے علاوہ دیگر شخصیات کے تاثرات ان شاءاللہ ''خصوصی اشاعت'' میں تفصیل کے ساتھ دیئے جائیں گے۔ (الیاس)

محمد رفیق تارڑ (سابق صدر پاکستان)

سید محمد ذوالکفل بخاری، خانوادۂ امیر شریعت کا ایک لائق، صالح اور باصلاحیت نوجوان تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے بے شمار خوبیاں ودیعت فرمائی تھیں۔ گزشتہ سال میں عمرہ ادا کرنے حجازِ مقدس گیا تو ذوالکفل مجھے تلاش کر کے بابِ عمر پر ملا۔ میں اُسے شکل سے نہیں پہچانتا تھا مگر جونہی وہ مجھے ملا تو اُسے دیکھ کر ایک کشش پیدا ہوئی۔ جب تعارف ہوا تو مجھے بہت خوشی ہوئی۔ وہ کچھ دیر وہاں ٹھہرا۔ ''عطر خس'' کی ایک شیشی جیب سے نکال کر یہ کہتے ہوئے مجھے ہدیہ کی کہ ''یہ نانا اباجی کو بہت پسند تھا'' اور یہ عطر آج بھی میرے پاس ہے۔ جس میں ذوالکفل کی خوشبو بھی شامل ہے۔ ذوالکفل کی اچانک موت سے بہت صدمہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ اُسے جوارِ رحمت میں جگہ عطاء فرمائے۔ بوڑھے والدین، بھائی، بہنوں اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ (آمین)

ڈاکٹر اسلم انصاری:

سید ذوالکفل بخاری جنھیں مرحوم کہتے ہوئے زبان لڑکھڑاتی ہے، میرے عزیز ترین نوجوان دوستوں میں سے تھے۔ اُن سے ملاقات کے ابتدائی سالوں میں اُن کی ذہانت اور سعادت مندی کو دیکھتے ہوئے اور اُن کی شخصیت کے امکانات کو پیش نظر رکھتے ہوئے مجھے اکثر فارسی کا یہ شعر یاد آتا تھا:۔

بالائے سرش ز ہوش مندی
می تافت ستارۂ بلندی

اُن کا ذوقِ ادب اور علمی لگن فطری اور خلقی تھی۔ ایک بات جو فوری طور پر چونکاتی تھی وہ علمی وادبی معاملات میں اُن کی وسعتِ نظر تھی۔ یہی صورت حال معاملاتِ زندگی کے بارے میں بھی تھی۔ وہ بہت کم عمری میں ہی بالغ نگاہی کا ثبوت دینے لگے تھے۔ انھوں نے جب نظم ونثر لکھنے کا آغاز کیا تو اُن کی صلاحیتوں کا سب کو اعتراف کرنا پڑا۔ اُن کی نثر میں ایک علمی متانت اور اُن کی شاعری میں ایک تخلیقی ذہانت کا ظہور نظر آتا تھا۔ وہ ایک وسیع النظر انسان تھے اور اپنے اصول وعقائد سے قطع نظر کیے بغیر وہ افراد کے وسیع تر حلقوں سے تعلق قائم کر سکتے تھے۔ وہ ایک ہمدرد اور غم گسار انسان تھے اور اپنے بزرگوں، ساتھیوں اور تعلق داروں کے معاملات ومسائل کو گہری ہمدردی کے ساتھ دیکھتے تھے۔ اُن کی تخلیقی صلاحیتیں نمو پذیر تھیں۔ اور اُن کے دوستوں کا خیال تھا کہ وہ ادب میں کوئی گہرا نقش قائم کریں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ گہرا نقش اب اُن کے دوستوں کے دلوں پر ہے جو کبھی اُن کو فراموش نہیں کر سکیں گے۔ یہ اور بات ہے کہ جو تحریری اثاثہ انھوں نے چھوڑا ہے وہ اُن کا نام زندہ رکھنے کے لیے کافی ہے۔

<u>ڈاکٹر عاصی کرنالی:</u>

حسنِ انجام

ہر آغاز کا ایک انجام ہے، لیکن ایک صرف انجام ہوتا ہے ایک حسنِ انجام۔ ذوالکفل بخاری نے کہاں انتقال کیا اور کہاں دفن ہوئے۔ یہ خوش طالعی نہیں تو اور کیا ہے یعنی انھوں نے سفرِ آخرت کس مبارک مقام سے شروع کیا۔ سفرِ آخرت کا یہ آغاز ہو تو ان شاء اللہ اس سفر کا ہر مرحلہ اور ہر منزل برکتوں سے معمور ہو گی۔

ذوالکفل بخاری حسنِ افکار اور حسنِ اعمال کی ایک لائق اتباع مثال تھے۔ ایک تو انھیں یہ شرف حاصل تھا کہ وہ دیندار، متقی، عالم، فاضل اور مبلغ آباؤ اجداد کی اولاد تھے۔ دوسرے خود ان کی زندگی دین کی تبلیغ اور علم کے ابلاغ میں بسر ہوئی۔ پھر اہم بات یہ کہ جس امر کی تبلیغ یا ابلاغ کیا خود اُس کی مثال اپنے قول وفکر وعمل سے دیتے رہے۔ ہم ایک خوبصورت اور خوب سیرت فرد سے محروم ہو گئے لیکن اس فرق کا ایک اور پہلو بھی ہے:۔

جو اچھے ہیں، کہاں وہ دیر تک محفل میں رہتے ہیں
مگر محفل سے جا کر وہ ہمارے دل میں رہتے ہیں

ہم سب اُنھیں یاد رکھیں گے اور اُن کے اخلاقِ حسنہ کے اتباع میں فخر محسوس کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے روحانی درجات رفیع کرے اور وہ سدا جنت الفردوس میں رحمتِ خداوندی کے سایے میں بسر کریں۔ آمین

ڈاکٹر مختار ظفر:

مرجھا گیا بہار میں کیوں گلشنِ خیال

ذوالکفل بخاری، جواں سال فراست، علمیت، شعریت اور خوبصورت سوچ کا نام ہے۔ اس کی دور اندیشی اور دور نگاہی حیرت انگیز تھی جس شعری موضوع اور علمی مسئلے پر بات کرتا، اس کے پیچ وخم کو جس طرح سمجھتا اور ان کو سلجھانے کے لیے جو راہیں بتاتا، وہ عمومی فہم سے بالا ہوتی تھیں۔ مطالعہ وسیع، یادداشت تیز، تجزیہ گہرا اور تبصرہ Dimentional۔ فی الواقع وہ اپنے نانا کی دینی فراست اور علمی نجابت کا وارث تھا۔ اس کی بے وقت حادثاتی موت پر غالبؔ کا یہ مصرعہ بار بار آتا ہے:۔

کیا تیرا بگڑا جو نہ مرتا کوئی دن اور

اس سے میرا پہلا تعارف، ان کے بڑے ماموں ابوذر بخاری مرحوم کے ہاں ہوا تھا۔ میں حافظ وکیل شاہ کے ہمراہ حضرت سے ملنے اور علامہ طالوت کے سلسلے کچھ معلومات لینے کے لیے حاضر ہوا تھا۔ وہیں یہ نوجوان سا لڑکا ملا۔ ذوالکفل نام بتایا۔ میں اس کا پیغمبری نام سن کر چونکا۔ جب اُس نے مولانا ابوالکلام آزادؒ کے بارے میں بھی کچھ ذکر کیا تو میں ذہنی طور پر مستقبل میں اس کے علمی وادبی کردار کو Visualize کرتا رہا۔

میں اپنی کالج سروس کے آغاز میں کچھ عرصہ تک اردو اکادمی کی محفلوں میں شریک ہوتا رہا۔ مگر گھر میں رہنے کی عادت اور محفلوں میں شرکت سے طبعی گریز کی وجہ سے، اس سلسلے کو قائم نہ رکھ سکا۔ یہ ذوالکفل اور وحیدالرحمٰن خاں (موجودہ پروفیسر ڈاکٹر وحیدالرحمٰن خاں) تھے، جنھوں نے مجھے فاران اکادمی کی مجالس میں شرکت کی تحریک دی۔ اور پھر میں نے انہی کے کہنے پر ''فاران'' کے پلیٹ فارم پر، اورئنٹل کالج لاہور کے پروفیسر معین نظامی کے شعری مجموعے ''تجسیم'' کی تقریب رونمائی میں پہلی دفعہ شریک ہو کر اس پر ''تبصرہ'' پڑھا تھا۔ پھر یہ سلسلہ چل نکلا ــــــ آخری کتاب جو اُس نے تنقید وتبصرہ کے لیے مجھے دی تھی۔ وہ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے ''سوانح وافکار'' پر مبنی ان کی والدہ محترمہ کی تصنیف ''سیّدی وَ اَبی'' تھی۔ میں نے حسبِ معمول اس کی خواہش کا احترام کرنے میں دیر نہ کی۔ اس کے بعد صرف ایک دفعہ ملاقات ہوئی ــــــ مجھے اعتراف ہے کہ میں آج ادبی منظر نامے پر جس طرح متحرک ہوں، اس میں اس عزیز القدر کا خاص کردار ہے۔ اس کو یاد کر کے دل بہت دکھتا ہے۔ خدا اُسے جنت الفردوس میں مقامِ اعلیٰ عنایت کرے۔ سچ ہے:

سرِ آبِ رواں کس کو بقا ہے
اٹھایا جس نے سر، اک بلبلہ ہے
بساطِ جہاں کی ہے اتنی کہانی
کہ اللہ باقی ہے، باقی ہے فانی

شمیم عارف قریشی:

ذوالکفل بخاری کی جواں سال وفات جانکاہ حادثات میں اس لیے بھی نا قابل فراموش رہے گی کہ اُن کی حیات اہل دانش وہنر کے لیے اس قدر روشن اور باعثِ تروتازگی رہی۔ اپنے جدّ اعلیٰ کی جھلک اُن کی آنکھوں سے عیاں ہونے لگی تھی۔ علم، حق گوئی اور فن اُن کی شخصیت سے مترشح ہوئے ہی تھے کہ وہ اپنے اعزاء اور احباب کو ایک غم آگیں مفارقت دے گئے۔ امیر شریعت علیہ الرحمتہ کی حیات جواُن کے قلمِ دختر سے آشکار ہوئی وہی اُن کے ارادوں سے عیاں ہوتی تھی۔ شاہ جی کی ارضِ برصغیر سے مشتق قوم پرستانہ سیاست، طاغوتِ مغرب سے نبرد آزمائی، شعلہ بیانی اور تصوف سے گہری وابستگی، ارضِ ملتان سے نمو پاتی بہ صورتِ ذوالکفل اظہار کی ایک فطری خواہاں تھی۔ اُن سے محبت رکھنے والے ہم سبھوں کو اس خطے کی قومی آزادی میں اُن کا ایک واضح مستقبل نظر آتا تھا۔ سرائیکی وسیب کے باشندگان شاہ جی کے اس کاروانِ آزادی سے ایک امید وابستہ رکھتے تھے کہ جو یہاں کے حکمران طبقات اور قومی حقوق کی جدوجہد کے ضمنِ حال میں اس خانوادے سے بجا طور پر ایک واضح کردار کی توقع رکھتے تھے۔ ارضِ ملتان سے جڑے شاہ جی کے اس نسبی رشتے کے نتیجے میں اُن کا ایک سرائیکی بولنے والا نواسہ انھیں اپنا لگنے لگا تھا۔ ذوالکفل کے زبان وقلم کے آثار اسی حقیقت کے شاہد ہیں۔ ذوالکفل کی عربی اور فارسی مرکبات سے آراستہ اردو زبان میں شعریات اس خطے کی غلامی پر اُن کی دل گرفتگی مگر ایک جواں امید کی آج بھی غماز ہیں۔ ذوالکفل آج ہم میں طبعاً نہ سہی تو نہ سہی قلباً ہمیشہ شریک رہیں گے۔

ڈاکٹر وحید الرحمٰن خان:

سدا رہے اس کا نام پیارا

میرا　رنگ　روپ　اجڑ　گیا
میرا　یار　مجھ　سے　بچھڑ　گیا

......وہ محض میرا دوست نہیں تھا۔ وہ مہربان تھا۔ معلم تھا اور میرا مرشد تھا۔ وہ میرا ہم مشرب وہم راز تھا۔ ہم نفس تھا اور ہم سخن تھا۔ ہم پہروں محوِ کلام رہتے......کبھی فون پر اور کبھی کسی گوشۂ چمن میں۔ باتیں تھیں کہ ختم ہونے میں نہ آتی تھیں......دین ودنیا کی، ذوق وشوق کی اور شعر وادب کی باتیں۔ سچی بات تو یہ ہے کہ......

مزے ملے ہیں انہی ''باتوں'' میں عمر بھر کے مجھے!

ان محفلوں میں اس کی حیثیت شریکِ غالب کی ہوتی۔ میں ناں ہی سب توں! بس اتنا ہے کہ جس طرح کوئی طالب علم کمرۂ جماعت میں استاد کی توجہ حاصل کرنے کے لیے کوئی شوخی یا شرارت کرتا ہے، میں بھی اپنے یار کی نظر میں اعتبار

حاصل کرنے کے لیے سخن بازی کرتا تھا۔ اس کی وفات پر لب خاموش ہیں، زبان گنگ ہے، عقل گم ہے اور آنکھ پُرنم ہے۔

وہ ہجر کی رات کا ستارہ، وہ ہم نفس، ہم سخن ہمارا
سدا رہے اس کا نام پیارا، سنا ہے کل رات مر گیا وہ

اس کا پیارا نام اور اس کی مہربان یاد ہمیشہ دل میں زندہ رہے گی۔ جب تک یہ دل دھڑکتا ہے!

پروفیسر منیر احمد ابن رزمی

ذوالکفل بخاری: گلاب لمحوں کا ساتھی

برگد کے نیچے عموماً کچھ نہیں اُگتا۔ اسی طرح بڑے نام ور لوگوں کے خاندان میں پھر کوئی نام ور جنم نہیں لیتا۔ اکثر چھوٹے رہ جانے والے اپنے بزرگوں کی قد آوری کی بیساکھیوں سے ''بڑا'' دکھائی دینے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں مگر بنتے نہیں بلکہ زینہ زینہ وقت کی تہہ میں اُتر جاتے ہیں۔

برصغیر پاک و ہند کے نام ور لوگوں کو دیکھ لیں تو پتا چلتا ہے کہ امام الہند ابوالکلام آزاد کے بعد ان کے خاندان سے پھر کوئی قد آور اور سر بلند نام جنم نہ لے سکا۔ اُن کے معنوی شاگرد آغا شورش کاشمیری کو لیجیے، اُن کی اولاد کا پتا ہی نہیں چلتا۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی کی اولاد بھی علمی و ادبی حوالے سے کسی شمار میں نہیں۔ علامہ عنایت اللہ مشرقی کے ساتھ بھی یہی حادثہ ہوا۔ مفکرِ احرار چودھری افضل حق کے ایک فرزند کے ساتھ پروفیسر کا لاحقہ تو لگا لیکن پھر سابقے کا پتا ہی نہیں چلا۔ اللہ نے اپنی کریمی سے سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو فی الوقت استثناء کر دیا ہے۔ اُن کے بیٹے سید ابوذر بخاری علم و ادب کی جوئے کوہسار تھے۔ اگر چہ وہ اس طرح سے معروف نہ ہوئے جیسا مقام شاہ جی کو ملا۔

لیکن خطابت و سیادت میں وہ شاہ جی کے وارث ثابت ہوئے۔ اب اسی خاندان سے سید ذوالکفل بخاری نے جنم لیا جو میرے ہم عمر تو نہ تھے لیکن ہم عصروں سے آگے نکل گئے۔ سید ذوالکفل بخاری کے بڑے بھائی سید محمد کفیل بخاری ہمارے زمانہ طالب علمی کے ساتھی ہیں، لیکن اُن سے زیادہ ہمارا ساتھ ذوالکفل بخاری سے تھا۔ ایک ہمہ جہت نوجوان شخصیت جو نرا مولوی نہیں تھا، بلکہ اس کے اندر علم و ادب کا ایک دریا بہہ رہا تھا۔ مجھے اُن سے ادبی حوالے سے زیادہ لگاؤ ہے۔ نئی نسل کے قلم کار ٹھوس مطالعے کے عادی نہیں، سطحی علم دو تین ملاقاتوں کے بعد واضح نظر آتا ہے لیکن یہ سید زادہ کم آمیز اور کم سخن ضرور تھا، مگر جب گفتگو کرتا تھا تو یقین ہوتا تھا کہ وہ کثیر الجہت وسیع المطالعہ اور ٹھوس علمی گرفت رکھتے ہوئے وہ موضوع کی گہرائی اور گیرائی سے بات کو سند اور جواز عطا کرتا ہے۔ وہ صالح فکر کا ایک ایسا نوجوان تھا جس نے ادب کو اباحیت اور ژولیدہ فکری سے نجات دلانے کی بھرپور کوشش کی۔ کم لکھا لیکن جو لکھا، خوب لکھا بلکہ لکھنے کا حق ادا کر دیا۔ قضا

وقدر نے زیادہ لکھنے کا وقت ہی نہیں دیا ورنہ بڑے بڑوں کے چراغ گل ہو جاتے۔ الفاظ کا دروبست، برموقع برمحل اور برجستہ گویا موتیوں کی مالا تیار کر دی ہو۔ نئی نسل کے قلم کاروں کو اسلام دوستی سے جوڑا اور اس لحاظ سے اسلامی ادب کو ثروت مند بنانے کے لیے بند راستوں کو کھولا۔

موت امرِ ربی ہے اور ہر موت کا دکھ کچھ اپنی جگہ پر ہوتا ہے لیکن سید ذوالکفل بخاری کی موت ادبی حلقوں کے لیے ایک ایسے سے کم نہیں۔ اس نے موت کے لیے بھی ایک ایسے راستے کو چُنا جس نے اُسے دنیا میں بھی سربلندی کا راستہ دکھایا۔ وہ ہم سے بچھڑ گیا ہے لیکن اس کے بچھڑنے کا غم نوکِ سوزن کی طرح ہمیشہ میٹھا میٹھا درد دیتا رہے گا۔ خاندانِ بنو ہاشم کا یہ چراغ بظاہر بجھ گیا ہے مگر مجھے یقین ہے کہ اس کی لَو سے کوئی اور چراغ ضرور روشن ہوگا جو لالۂ صحرائی بن کر ادبی دنیا کو بھی گل و گلزار بنا دے گا۔

خیالِ یار ترے سلسلے نشوں کی رُتیں
جمالِ یار تری نکہتیں گلاب کے پھول
کٹی ہے عمر بہاروں کے سوگ میں امجدؔ
تری لحد پہ کھِلیں جاوداں گلاب کے پھول

ڈاکٹر مزمل حسین:

پروفیسر ذوالکفل بخاری ایک نفیس انسان تھے۔ کہا جاتا ہے کہ خاندانی پس منظر، ماحول اور تعلیم انسان کی شخصیت پر گہرے اثرات مرتب کرتی ہے۔ اس قول کی روشنی میں جب ہم بخاری صاحب کا شخصی تجزیہ کرتے ہیں تو یہ بات نکھر کر سامنے آتی ہے کہ اُن کی شخصیت ہر اعتبار سے اکمل و جامع تھی۔ اُن کا خاندانی پس منظر جس نفاست، شرافت، انسان دوستی، اخلاقی اقدار اور احترامِ آدمیت کا تقاضا کرتا ہے وہ پوری کی پوری ان کی ذات میں موجود تھیں۔ میری ذوالکفل بخاری کے ساتھ اُن دنوں چند ملاقاتیں رہیں جب وہ درس و تدریس کے سلسلے میں لیہ تعینات تھے۔ میں نے اُن کی شخصیت میں جو نکھار دیکھا وہ اپنی مثال آپ تھا۔ اس کے علاوہ مجھے اُن کی شاعری کا مطالعہ کرنے کا موقع بھی ملا۔ اُس پر میں نے زبانی اور تحریری طور پر اپنی رائے بھی دی تھی۔ اُن کی شاعری اُن کی ذات کی مکمل عکاس ہے۔ لطیف طرزِ احساس پایا ہے وہی اُن کی شخصیت کا جزو لاینفک ہے۔ اُن کی ناگہانی موت نے نہ صرف ایک اچھے انسان سے ہمیں محروم کیا ہے بلکہ ادب کے قارئین کے لیے ایک لطیف شاعر کا خلا بھی پیدا ہوا ہے۔ میں اُن کی موت پر اشکبار ہوں اور اُن کی مغفرت کے لیے دل کی گہرائیوں سے دعا گو ہوں۔ میں اس پیارے انسان کی وفات پر اس دکھ کے ساتھ یہ کہوں گا کہ اس دھرتی نے ویسے بھی پیارے انسانوں کو جنم دینے میں اب بخل سے کام لینا شروع کر دیا ہے اور ایسے میں ذوالکفل جیسے اچھے انسان کی وفات

ایک ایسا خلا ہے جو تادیر قائم رہے گا۔ میرؔ نے ایسے ہی عظیم لوگوں کے لیے کہا تھا:

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انساں نکلتا ہے

پروفیسر انورؔ جمال:

سید ذوالکفل بخاری کا سانحۂ ارتحال، ان سب لوگوں کے لیے سوہانِ روح کا باعث ہے جو اہل علم، اہل نظر اور فن وفکر سے متعلق ہیں اور ان ہزاروں لوگوں کے لیے بھی جو امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور ان کے اہل خانہ سے عقیدت رکھتے ہیں۔ ذوالکفل بخاری بڑا ذہین، تخلیقی بصیرت کا مالک اور تنقیدی شعور رکھنے والا نوجوان تھا۔ اس کی اچانک موت سے ان سب لوگوں کو ایک قلبی صدمے سے گزرنا پڑا۔ بہرحال یہ قانونِ قدرت ہے۔ اللہ ان کے درجات بلند کرے اور پس ماندگان کو صبر کی نعمت ارزاں کرے۔

یہ کیا دستِ اجل کو کام سونپا ہے مشیت نے
چمن سے پھول چننا اور ویرانے میں رکھ دینا

مولانا زاہد الراشدی:

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے اس ہونہار نواسے کی اچانک اور حادثاتی موت نے تو کچھ لمحات کے لیے ذہن پر سکتہ طاری کر دیا۔ وہ مکہ مکرمہ کی اُم القریٰ یونیورسٹی میں تدریسی خدمات سرانجام دے رہے تھے اور کئی برسوں سے وہاں مقیم تھے، اس سال اپریل کے دوران مکہ مکرمہ میں حاضری کے دوران میری خواہش رہی کہ ان سے ملاقات ہو جائے مگر میرے میزبان کا ان سے رابطہ نہ ہو سکا اور اب پیر کے روز میں میر پور آزاد کشمیر کے ایک دینی مدرسہ کے اجتماع میں شرکت کے لیے جا رہا تھا کہ برادرم عبداللطیف خالد چیمہ نے ٹیلی فون پر گلوگیر لہجے میں یہ خبر دی کہ سید ذوالکفل بخاری مکہ مکرمہ میں ٹریفک کے ایک حادثہ میں انتقال کر گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون، وہ اپنی عمر کے چالیس برس بھی مکمل نہیں کر پائے تھے کہ بلاوا آ گیا۔

موت کا وقت، جگہ اور کیفیت تینوں اللہ تعالیٰ کے ہاں طے شدہ ہیں اور تقدیر میں ازل سے لکھی ہوئی ہیں مگر خود انسان کو ان میں کسی ایک کا بھی علم نہیں ہے، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول اسی بے خبری پر دنیا کی ساری رونقیں قائم ہیں ورنہ ہر انسان کو مرنے سے پہلے بار بار مرنے کے مراحل سے گزرنا پڑے، سید ذوالکفل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ تعارف تو تھا ہی کہ وہ امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے اور بخاری خاندان کے چشم و چراغ ہیں مگر ہمارے لیے ان کا ایک تعارف اور بھی تھا کہ وہ علم وفکر کی دنیا کے آدمی تھے، مطالعہ کرنا، مسائل پر بحث ومباحثہ کرنا اور نقد وجرح کے ساتھ ہر بات کی تہ تک پہنچنے کی کوشش کرنا ان کا ذوق تھا، دار بنی ہاشم ملتان میں ان سے متعدد ملاقاتیں ہوئیں اور بہت سے مسائل پر ان سے گفتگو ہوئی

۔ان کا کریدنا اور سوال کا انداز مجھے بہت اچھا لگتا تھا، میرا اپنا ذوق یہ ہے کہ گہرائی اور سنجیدگی کے ساتھ سوال کرنے والے نوجوان کا منتظر رہتا ہوں، مطالعہ وتحقیق اور بحث وکرید کے میدان میں آج کے دور میں جن نوجوانوں سے وابستہ امیدیں مسلسل بڑھتی جارہی تھیں، ان میں ایک اہم نام سید ذوالکفل بخاری کا بھی تھا اور اس پہلو سے یہ میرے لیے ذاتی صدمہ بھی ہے، اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق سے نوازیں، آمین یارب العالمین۔

شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی:

علم وادب میں یگانہ، دین ودانش میں یکتا، تقریر وتحریر میں منفرد، ادیب وشاعر، ایک مشفق ومہربان استاد...... ہم حلقہ ادب میں بھی تقریباً سبھی احباب، مرحوم کو اُن کی علمیت کی وجہ سے ''استاد جی'' کے نام سے پکارتے تھے۔ مرگ پر برادرِ محترم سید محمد معاویہ بخاری نے بھی روتے ہوئے یہی الفاظ دہرائے۔ ''استاد جی کام دکھا گئے۔''

صرف 39 سال کی عمر میں ایم اے انگریزی، ایم اے اردو، ایل ایل بی، بی ایڈ ٹیفل۔ مطالعہ، یادداشت، حافظہ، علمی اپروچ، ذہانت، بصیرت، فطانت، درس وتدریس، شاعری، کالم نگاری، ٹی وی پروگرام...... دارِ بنی ہاشم کا یہ صالح نوجوان جب اپنے عروج کو پہنچا اور اس کی محنت کے برگ وبار دکھائی دینے لگے تو اُسے موت نے آلیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

کتنی ہی بار یہ تنہائی میں سوچا میں نے
دوست کیا تجھ سی حسیں چیز بھی مر جاتی ہے

خصوصی اشاعت

بیاد: شہید سید محمد ذوالکفل بخاری رحمتہ اللہ علیہ

صاحبِ طرز ادیب، شاعر، محقق، مترجم، لغت نویس اور دانش ور شہید پروفیسر سید محمد ذوالکفل بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی یاد میں ماہنامہ ''نقیبِ ختم نبوت'' ملتان خصوصی اشاعت کا اہتمام کر رہا ہے۔ جنوری /فروری 2010ء کا شمارہ یکجا شائع ہوگا۔ جس میں ملک کے نامور اہل قلم اور مرحوم کی نگارشات شامل ہوں گی۔ صفحات بڑھ جانے کی وجہ سے خصوصی اشاعت کی قیمت:-/100 روپے ہوگی جبکہ مستقل خریداروں کو معمول کے مطابق ارسال کیا جائے گا۔

محمد یوسف شاد
(سرکولیشن منیجر)
0300-7345095

ادارہ

اظہارِ تعزیت

سید محمد ذوالکفل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت پر دارِ بنی ہاشم میں تشریف لانے والے
اور تعزیتی پیغامات ارسال کرنے والے حضرات

مذہبی وسیاسی رہنما:

☆ جناب محمد رفیق تارڑ (سابق صدر پاکستان) ☆ مخدوم جاوید ہاشمی (مسلم لیگ ن) ☆ قاری محمد حنیف جالندھری (ناظم اعلی وفاق المدارس العربیہ) ☆ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا اللہ وسایا (عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت) ☆ مولانا محمد الیاس چنیوٹی (انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ) ☆ علامہ خالد محمود ندیم (جمعیت اہلحدیث ملتان) ☆ عبدالرحمٰن باوا، سہیل باوا (ختم نبوت اکیڈمی لندن) ☆ مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی (لندن) ☆ سید منور حسن، لیاقت بلوچ، ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، حافظ محمد ادریس، ڈاکٹر وسیم اختر، راؤ محمد ظفر اقبال، عمران ظہور غازی، کنور محمد صدیق (جماعت اسلامی) ☆ مولانا محمد طیب قاسمی (ہانگ کانگ) ☆ مولانا عبدالرؤف فاروقی (جمعیت علماء اسلام، س) ☆ مولانا محمد احمد لدھیانوی، ڈاکٹر خادم ڈھلوں، مولانا شمس الرحمٰن معاویہ (سپاہ صحابہ) ☆ سید طفیل حسین شاہ (یوکے اسلامک مشن لندن) ☆ شیخ عبدالواحد (لندن) ☆ مولانا زاہد الراشدی، عمار خان ناصر (پاکستان شریعت کونسل) ☆ ڈاکٹر خالد خان خاکوانی، طارق نعیم اللہ (مسلم لیگ ن) ☆ مولانا عبدالوحید ربانی، مولانا فاروق سعیدی، ڈاکٹر محمد صدیق قادری (جماعت اہل سنت) ☆ قاضی طاہر الہاشمی (حویلیاں) ☆ مفتی طاہر مسعود (سرگودھا) ☆ نوابزادہ منصور احمد خان (پاکستان جمہوری پارٹی) ☆ مولانا عزیز احمد بہلوی ☆ حضرت میاں مسعود دین پوری ☆ مولانا حبیب الرحمٰن ہاشمی ☆ مولانا محمد ازہر ☆ مولانا محمد نافع (جھنگ) ☆ سید خورشید عباس گردیزی ☆ حکیم محمود احمد ظفر ☆ حکیم محمود خان ایڈووکیٹ ☆ محمد اشرف، محمد اکرم راہی (گلاسگو) ☆ محمد اسلم علی پوری (ڈنمارک) ☆ پیر سیف اللہ خالد ☆ مفتی عبدالقوی ☆ محمد خان لغاری (جمعیت علماء پاکستان) ☆ حمید الدین المشرقی (خاکسار تحریک) ☆ حضرت حکیم محمد اختر مدظلہ، حضرت حکیم محمد مظہر مدظلہ (کراچی) ☆ حضرت مولانا عبدالستار تونسوی (تنظیم اہل سنت) ☆ مولانا قاضی محمد ارشد الحسینی (اٹک)

ادیب وشاعر:

☆ ڈاکٹر زاہد منیر عامر (جامعہ ازہر قاہرہ) ☆ ڈاکٹر مظہر معین (جامعہ پنجاب لاہور) ☆ ڈاکٹر تحسین فراقی ☆ ڈاکٹر انور

سدید ☆ ڈاکٹر اسلم انصاری ☆ ڈاکٹر صلاح الدین حیدر ☆ ڈاکٹر مختار ظفر ☆ ڈاکٹر خورشید رضوی ☆ خالد مسعود خان ☆ محمد مختار علی (جدہ، سعودی عرب) ☆ جاوید اختر بھٹی ☆ حفیظ خان ☆ شمیم عارف قریشی ☆ رفعت عباس ☆ پروفیسر حفیظ الرحمٰن خان ☆ ڈاکٹر وحید الرحمٰن خان ☆ شعیب ودود ☆ مستحسن خیال ☆ تاثیر وجدان ☆ انور جمال ☆ شارق جاوید ☆ سعود عثمانی ☆ حامد سراج ☆ ممتاز اطہر ☆ ڈاکٹر مزمل حسین ☆ منیر احمد ابن رزمی ☆ مختار پارس ☆ ڈاکٹر سہیل عباس خان ☆ حافظ صفوان محمد چوہان ☆ ڈاکٹر محمد آصف ☆ خورشید بیگ میلسوی ☆ شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی ☆ افتخار شفیع

صحافی:

☆ رؤف کلاسرا (روزنامہ ''جنگ''، ''دی نیوز'') ☆ جمشید رضوانی (جیو نیوز) ☆ خالد جاوید مشہدی (روزنامہ ''نوائے وقت'' ملتان) ☆ رؤف طاہر (''اردو نیوز'' جدہ) ☆ سجاد جہانیہ (روزنامہ ''خبریں'' ملتان) ☆ سیف اللہ خالد (روزنامہ ''اُمت'' کراچی) ☆ میاں غفار (روزنامہ ''اوصاف'' ملتان) فیاض حسن سجاد (روزنامہ ''جنگ'' کوئٹہ) ☆ خورشید ملک (ڈائریکٹر ریڈیو پاکستان، ملتان) ☆ سجاد بخاری (وسیب ٹی وی)

متفرق

☆ جناب محمد ظفر (ہانگ کانگ) ☆ محمد انور میر (پرسٹین برطانیہ) ☆ رانا قمر الاسلام (مسقط)

شرکائے نمازِ جنازہ

☆ حضرت مولانا محمد مکی مدظلہ (خطیبِ حرم مکہ مکرمہ) ☆ ڈاکٹر سعید احمد عنایت اللہ (مکہ مکرمہ) ☆ ملک محمد یوسف ☆ ڈاکٹر شاہد محمود کاشمیری ☆ مولانا عبدالحفیظ مکی (مکہ مکرمہ) ☆ مولانا سیف الرحمٰن المہند (مکہ مکرمہ) ☆ سید غلام مصطفیٰ شاہ (عم مکرم ذوالکفل بخاری مرحوم)

☆☆☆

سید ذوالکفل بخاری شہید

مولانا مجاہد الحسینی

تھا علم و حکمت کا ایک پیکر ، وہ ارضِ مکہ میں بھی مکیں تھا
وہ جس کی فرقت کو دل نہ مانے ، مجھے تو لگتا یہیں کہیں تھا

ادیب بھی تھا خطیب بھی تھا ، وہ میرا ہم دم حبیب بھی تھا
تھا وہ متانت کا اِک سراپا ، وہ شیریں گفتار دِل نشیں تھا

وہ اپنے افکار میں تھا یکتا ، وہ اپنی عادات میں یگانہ
تھا حُسن کردار جس کا شیوہ ، وہ شکل و سیرت میں بھی حسیں تھا

حجازی لہجے کا تھا حُدی خواں وہ شہ بخاری کے قافلے کا
تلاشِ منزل میں اُس کا مقصد ، حجاز کی پاک سرزمیں تھا

وہ جس کے افکار ''بُوذری'' * تھے ، وہ جس کی تحریر ''بوالکلامی''
ادب کے مطلع کا مہرِ تاباں ، وہ علمی حلقے کا اک نگیں تھا

وہ سو گیا ہے حرم کی وادی میں ، اہلِ جنت کے پہلوؤں میں
خمیر ہی اس کا تھا حجازی ، وہ عاشقِ ختم مرسلیں ﷺ تھا

ہیں مجاہد کے ساتھ غمگیں فراقِ ذوالکفل میں ہی سارے
تھا اہلِ حق کی نگاہ کا مرکز ، وہ فہمِ احرار کا امیں تھا

* امام سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ذوالکفل بخاری: اک عبقری ستارہ

شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

وہ میرا دوست ، ہمدم ہمدرد تھا وہ ہر دم
آنکھیں ہیں میری پُرنم دل درد میں سمویا
میں بے تحاشا رویا

''اُستاذ'' ہم تھے کہتے باتیں ہی سنتے رہتے
علم و ادب کا بہتا دریا تھا ایک گویا
میں بے تحاشا رویا

میں کیا کہوں کہ کیا تھا چلنے میں وہ صبا تھا
اک پیکرِ حیا تھا اُف بیج غم کا بویا
میں بے تحاشا رویا

''ملتان'' میں پلا تھا ''اُملج'' سے وہ چلا تھا
تہذیب میں ڈھلا تھا مہر و وفا کا جویا
میں بے تحاشا رویا

ماں باپ کا وہ جایا وہ عید پر تھا آیا
''مکہ'' سے پیار لایا ''مالا'' میں جا کے سویا
میں بے تحاشا رویا

کفیل شاہ کا بازو ٹوٹا ہے اُس کا آزو
بہنوں کا وہ تھا نازو ماں باپ کا تھا ضویا
میں بے تحاشا رویا

تنہا وہ رہ گیا ہے   صدمہ وہ سہہ گیا ہے
آنکھوں سے بہہ گیا ہے   خوں آنسوؤں میں گویا
میں بے تحاشا رویا

وہ باپ کا دُلارا   وہ اپنی ماں کا پیارا
اک عبقری ستارا   جا آسماں پہ سویا
میں بے تحاشا رویا

اک واقعہ ہے یارو!   دم مت ، حبیبؔ مارو
ہر بات اُس سے ہارو   مالک ہے سب کا گویا
میں بے تحاشا رویا

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان
ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)
3 جنوری 2010ء
اتوار بعد نماز مغرب
دفتر احرار 69/C
وحدت روڈ نیو مسلم ٹاؤن لاہور
نوٹ: ہر انگریزی ماہ کی پہلی اتوار کو بعد نمازِ مغرب مجلس ذکر و اصلاحی بیان ہوتا ہے
تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام لاہور فون: 042-5865465

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان
31 دسمبر 2009ء
جمعرات بعد نماز مغرب
دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان
ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان
الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان 061-4511961

حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

● **اسلام کا نظام سیاست وحکومت** (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں)

تصنیف: مولانا عبدالباقی حقانی، ترجمہ، مولانا سید الامین انور حقانی، مولانا شکیل احمد حقانی

صفحات: 1546 (دو جلدیں)　قیمت: درج نہیں　ناشر القاسم اکیڈمی، جامعہ ابو ہریرہ خالق آباد ضلع نوشہرہ۔

اسلام کا کامل نظامِ حیات ہونا، صحیح الفکر لوگوں کے بنیادی عقائد وتصورات کا حصہ ہے۔ انسانی حیات کے اجتماعی اور معاشرتی پہلو کی اصلاح وتدبیر کو سیاست کہا گیا ہے۔ اسلام کے کامل ہونے کی وجہ سے اس پہلو کے اسلامی احکامات وعلوم بھی اسی طرح کافی ووافی ہیں جیسے زندگی کے کسی اور حصے کی رہنمائی کے لیے وارد ہونے والے احکامات اور معلومات۔

انسانی زندگی کی معاشرتی اور اجتماعی حصے کی اسلامی تدبیر یا بالفاظ دیگر ''اسلامی طرزِ سیاست'' پر ملنے والے احکام ومسائل کو یکجائی اور تدوین کا کام بھی دیگر مسائل کی طرح قرون اولیٰ میں ہی شروع ہو چکا تھا، امام ابو یوسف اور امام محمد کی تصنیفات کے نام اس سلسلے میں بطور خاص ذکر کیے جا سکتے ہیں۔

انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے اوائل میں جبکہ عالمی استعمار اپنے ذاتی اور باہمی جھگڑوں سے فارغ ہو رہا تھا۔ اسی طرح ابلیس سے تائید یافتہ استعماری شعور نے اپنے استحصالی نظریات سے مختلف اور علیحدہ سب نظام ہائے حیات اور نظریۂ زندگی کو عقل، منطق اور نفاذ کے میدانوں میں شکست دے دی تھی۔ (یا دی جا رہی تھی) چنانچہ استبدادی ذہنیت نے اپنے اکلوتے مضبوط مخالف اسلامی نظریہ حیات پر معاندانہ حملوں کی رفتار تیز کر دی، مسلم متکلمین نے اپنی روایت کے مطابق ہر دور کے محاورے میں ان معترضین کے اعتراضات کے عمدہ جواب دیے۔

ان اعتراضات کا ایک اہم حصہ اسلامی نظام سیاست وحکومت سے متعلق تھا، ان اعتراضات کے جواب کے علاوہ علمائے اسلام کا ازلی مطمح نظر ''خدمت علوم دین'' اور ''حصول رضائے الٰہی'' بھی ہر دینی موضوع پر ہونے والی تصنیفی و تالیفی خدمات کا ایک اہم محرک اور باعث رہا ہے۔ جدید دور کے محاورے میں اسلامی نظام حکومت کے دستور اور نظام العمل کی دفعات کی تدوین بھی وقت کے اہم اور زندہ موضوعات میں سے ایک ہے۔ چنانچہ اسی موضوع پر زیرِ نظر کتاب افغانستان کے ایک جید عالم اور بالغ نظر محقق جناب مولانا عبدالباقی حقانی کی شاہ کار تصنیف ''السیاسۃ والادارۃ الشرعیۃ فی ضوء ارشادات خیر البریہ صلی اللہ علیہ وسلم'' کا اردو ترجمہ ہے۔

فاضل مصنف نے موضوع کے تمام پہلوؤں پر دادِ تحقیق دی ہے، اور اپنی بالغ نظری سے کوئی زاویہ تشنہ نہیں رہنے دیا۔ ہر ہر جزئی کے اثبات کے لیے قرآن وسنت، حضراتِ خلفائے راشدین کے طرزِ عمل، اکابر واساطین صحابہ کے اقوال وفرمودات، تابعین تبع تابعین اور امت کے تقریباً سب ہی قدیم وجدید ماہرین علوم عمران وسیاست اجتماعیہ کی تحقیقات سے استفادہ کیا ہے۔

فاضل مصنف کے علمی مراجع و مآخذ حضرات خلفائے اربعہ سیدنا حسن بن علی، سیدنا عمرو بن العاص، سیدنا معاویہ بن ابی سفیان اور سیدنا سعید بن العاص سے لے کر ابن خلدون، ماوردی، شاطبی، عز بن عبدالسلام، حافظ ابن تیمیہ، ابن قیم، امام غزالی، آمدی، شریف جرجانی اور امام شاہ ولی اللہ دہلوی تک اسی طرح شاہ شہید، نواب سید صدیق حسن خان، شیخ الہند مولانا محمود حسن عثمانی اور مولانا عبیداللہ سندھی سے لے کر مولانا محمد الیاس کاندھلوی، قاری طیب قاسمی، مولانا حامد الانصاری غازی، مولانا شمس الحق افغانی، مولانا حسین احمد مدنی، مولانا اشرف علی تھانوی تک نیز مفتی محمد شفیع عثمانی، عبدالحیٰ کتانی ماہر حمادہ اور ڈاکٹر حمید اللہ سے لے کر مولانا تقی عثمانی، عبدالقادر عودہ، مولانا اسحق صدیقی اور تقی الدین النبہانی (رضی اللہ عنہم اجمعین) تک اعلام و فحول علمائے امت شامل ہیں۔

ان سب علماء کی تحقیقات سے موقع بموقع استنباط و استدلال نے کتاب کی استنادی حیثیت کو خاصی تقویت پہنچائی ہے۔ جس کے نتیجے میں کتاب اپنے موضوع پر ایک قابل اعتماد دائرۃ المعارف کی حیثیت سے سامنے آئی ہے۔

زیر تبصرہ کتاب کی خاصیت اس کا عملی اور اطلاقی پہلو ہے، کتاب کے فاضل مصنف کو امارت اسلامیہ افغانستان (طالبان حکومت) میں مختلف انتظامی اور حکومتی عہدوں پر خدمات سرانجام دینے کو موقعہ ملا ہے۔ زیر تبصرہ کتاب اسی دور کی ضروریات سے متاثر ہو کر لکھی گئی ہے۔ اس حوالے سے کہا جا سکتا ہے کہ عبدالقادر عودہ، تقی الدین نبہانی، عبیداللہ سندھی اور ابوالاعلیٰ مودودی وغیرہم جیسے حضرات نے اس موضوع پر جو کچھ نظری اور فکری مواد پیش کیا ہے یہ کتاب اس سب سے عملی تجربے کی صفت سے موصوف ہونے کی وجہ سے ممتاز ہے۔

قارئین کے علم میں رہے کہ زیر نظر کتاب طبع زاد نہیں بلکہ ترجمہ ہے اور اصل کتاب پشتو زبان میں لکھی گئی ہے۔ اسی وجہ سے نقل لسانی کے سبب اردو کا عام کتاب بین کتاب کی موجودہ حالت میں اجنبی زبانوں سے واضح تاثر کو محسوس کرتا ہے۔ یہ تاثر زیادہ تر دو زبانوں (عربی اور پشتو) کا ہے۔ عربی کے اثرات اسلوب سے تجاوز کر کے املا تک بھی جا پہنچے ہیں چنانچہ کتاب میں تقریباً ہر جگہ اسم منقوص کی ''ی'' کی بجائے تھانوی، سندھی تحتانی نقطتین کے ساتھ لکھا گیا ہے (مثلاً علی، عثمانی، ماوردی، وغیرہ) اسی طرح دو چشمی ''ھ'' کو بھی بحیثیت مجموعی کتاب بدر کیا گیا ہے (مثلاً تہانوی، سندہی، تمہارا وغیرہ کو)

اس کے علاوہ مغربی اصطلاحات اور اعلام کے تلفظ اور املا کے لیے عربی طرز کو اختیار کیا گیا ہے جو کہ بعض جگہوں پر انتہائی اجنبی اور اوپرا محسوس ہوتا ہے (حالانکہ وہ الفاظ اردو میں معروف و مروج ہیں) مذکورہ بالا مسئلہ کی مثالوں کے لیے تمہار اطالیس (بجائے ارسطو) توماس ارنولد (بجائے ٹامس آرنلڈ) اور سوسیالیزم (بجائے سوشلزم) قابل ذکر و قابل ملاحظہ ہیں۔

پشتو سے متاثر ہونے کی علامتیں کتاب کے بیان میں تذکیر و تانیث واحد جمع وغیرہ کی غلطیوں کے ضمن میں ظاہر ہوتی ہیں۔ مثلاً حضرت دحیہؓ......فصاحت میں ''بڑا امتیاز'' ''تھا''

حضرت جعفرؓ......شہداء میں ''بڑا تھا''

''چوتھا'' باب کے اہم عناوین ''کا'' فہرست، سیاست ''کے'' اقسام

بایں ہمہ، ہم پوری دیانت داری کے ساتھ یہ رائے رکھتے ہیں کہ حضرات مترجمین نے اس ذی شان کتاب کا

ترجمہ کر کے اردو زبان کی جو خدمت کی ہے اور اردو کے قاری پر جو احسان کیا ہے وہ اس قدر عظیم ہے کہ صرف اللہ تبارک و تعالیٰ ہی اس کا بدلہ عطا فرما سکتے ہیں۔

باوجودیکہ اس موضوع پر مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا اسحٰق صدیقی، مولانا حامد الانصاری، مولانا مجیب اللہ ندوی، سید ابوالاعلیٰ مودودی کی تصنیفات اور امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھی کے ملفوظات و افادات اس کوتاہ دست زبان میں پہلے سے موجود ہیں لیکن اس کتاب کے امتیازات کے بل پر یہ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ اس کتاب کا بدل اس سے پہلے اردو میں نہ تھا۔ (تبصرہ: صبیح ہمدانی)

● **خطابتِ نبوی**　　تالیف: سید عزیز الرحمٰن

ضخامت: 248 صفحات　قیمت: 240 روپے　ناشر: زوار اکیڈمی پبلی کیشنز اے 17/4 ناظم آباد نمبر 4 کراچی

سید عزیز الرحمٰن معروف مصنف اور مؤلف ہیں۔ سیرت ان کا خاص موضوع ہے۔ اس حوالے سے وہ بہت سا کام کر چکے ہیں۔ ان کی کئی کتب شائع ہو چکی ہیں۔ اس کے علاوہ وہ چند علمی جرائد کے مدیر بھی ہیں۔ زیرِ نظر کتاب سیرت کا نہایت منفرد موضوع ہے اس حوالے سے اردو میں زیادہ کام نہیں ہوا۔

مولانا سلیم اللہ خان لکھتے ہیں:

> ''مجموعی لحاظ سے فاضل مؤلف کی یہ کاوش بہت قابل قدر ہے۔ ترتیب بھی اچھی، عناوین بھی مناسب اور زبان و بیان بھی شستہ ہے۔ حوالہ جات کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ اور موضوع کی مناسبت سے تحقیق عرق ریزی سے کی گئی ہے۔''

مولانا سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:

> ''کسی قدر تفصیل سے حجۃ الوداع کے خطبے کا ذکر سیرت کی کتابوں میں ملتا ہے۔ سیرت نگاروں نے دوسرے خطبات کی طرف توجہ نہیں کی ہے۔ حجۃ الوداع کے سلسلے میں بھی خطبے کا متن دینے پر اکتفا کیا ہے۔''

یہ کتاب سولہ ابواب پر مشتمل ہے۔ 1۔ فصاحت و بلاغت۔ 2۔ فصاحت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم۔ 3۔ جوامع الکلم۔ 4۔ مکاتیب۔ 5۔ ادعیہ ماثورہ۔ 6۔ کلام نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں صنائع بدائع۔ 7۔ خطابت کیا ہے؟۔ 8۔ تاریخِ خطابت۔ 9۔ قیادت اور خطابت' باہمی تعلق۔ 10۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور خطابت۔ 11۔ خطابت انبیائے کرام علیہم السلام۔ 12۔ خطابت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اثرات۔ 13۔ کلام نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تاثیر۔ 14۔ خطبات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی اقسام۔ 15۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اندازِ خطابت۔ 16۔ خطابت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اثرات۔ ان موضوع کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ مؤلف نے اس کتاب کی تدوین پر کافی محنت کی ہے۔ سیرت پر جب بھی کوئی کام ہوتا ہے۔ اس میں محبت اور عقیدت شامل ہوتی ہے۔ اس لیے یہ موضوع دوسرے موضوعات سے منفرد ہو جاتا ہے۔

ایک عرب قول ہے:

> ''مروت کی زندگی سچائی سے ہے۔ روح کی حیات پاک دامنی سے' اور حلم کی زندگی علم سے ہے۔ اور علم کی حیات بیان (قوتِ تکلم) سے وابستہ ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ ارشاد فرمانے کے لیے تشریف لاتے تو کسی شان وشوکت کا اظہار نہیں

کرتے تھے۔نہایت سادگی سے تشریف لاتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبات کے بارے میں ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبات کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور اس کے اوصافِ حمیدہ اور کمالات کے بیان پر ہوتی۔پھر قواعد وتعلیمات اسلام اور جنت ودوزخ اور حشر ونشر کے بیان پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حکم دیتے اور اس کے غضب کے مواقع اور اس کی ان کے طریقے واضح فرماتے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ ان ہی امور پر مشتمل ہوتا تھا۔''

آخر میں پروفیسر علی محسن صدیقی کی رائے سے اتفاق کرتا ہوں۔

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ پر بہت کچھ لکھا گیا ہے۔لکھا جارہا ہے اور لکھا جائے گا۔مگر بلا خوف و تردید کہا جاسکتا ہے کہ فاضل عزیز کی زیرنظر کتاب اپنے موضوع پر مکمل تر، مستند اور ثقہ ومعتبر ہے۔''

(تبصرہ: جاوید اختر بھٹی)

● **تحفہ درود وسلام**　　مؤلف: مولانا مفتی عبدالرحمٰن کوثر　　مترجم: مولانا محمد جاوید اشرف میرٹھی مدنی

ضخامت: 120 صفحات　　قیمت: درج نہیں　　ناشر: زوار اکیڈمی پبلی کیشنز اے 17/4 ناظم آباد نمبر 4 کراچی۔18

مولانا مفتی عبد الرحمٰن کوثر معروف عالم دین مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری مہاجر مدنی مرحوم کے صاحبزادے ہیں۔مولانا سعودی عرب کی یونیورسٹی میں استاد ہیں اور ان کی متعدد کتب شائع ہو چکی ہیں۔انھوں نے والد مرحوم کی روایت کو زندہ رکھا۔زیرنظر کتاب عربی سے اردو میں ترجمہ کی گئی۔اور اسے نہایت خوبصورت انداز میں شائع کیا گیا ہے۔چار رنگوں میں آرٹ پیپر پر یہ کتاب چھاپ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت اور محبت کا اظہار کیا گیا ہے

یہ کتاب مؤلف کے والد گرامی مرحوم کی زندگی میں شائع ہوئی۔انھوں نے اس کی ''تقریظ'' بھی لکھی۔

انھوں نے لکھا:

''یہ کتاب جو آپ کے سامنے ہے میرے بڑے بیٹے مولوی عبدالرحمٰن کوثر سلمہ کی تالیف ہے۔مجھے بے انتہا خوشی ہوئی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو اس اہم وبابرکت موضوع پر قلم اٹھانے کی توفیق بخشی۔''

اس کتاب کا مطالعہ کرنے والوں کے دلوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مزید بڑھے گی اور اگر انھوں نے درود پاک کے ورد کو معمول بنالیا۔تو ان کے دل روشن ہوں گے۔اس کے علاوہ علمی اعتبار سے بھی یہ کتاب اہمیت کی حامل ہے۔

جو لوگ درود شریف کے فضائل کے بارے میں جاننے کی خواہش رکھتے ہیں۔انہیں بھی فائدہ ہوگا۔میری دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مؤلف اور مترجم کی اس پرخلوص نیکی کو قبول فرمائیں۔اور انہیں مزید کتب تالیف کرنے کی سعادت عطا فرمائیں۔(آمین) (تبصرہ: جاوید اختر بھٹی)

● **موسیقی، اسلام اور جدید سائنس کی روشنی میں**　　مصنف: ڈاکٹر گوہر مشاق (پی ایچ ڈی امریکہ)

ضخامت: صفحات: 196　　قیمت: 140 روپے　　ناشر: اذانِ سحر پبلی کیشنز، منصورہ ملتان روڈ لاہور

زیرنظر کتاب دس ابواب پر مشتمل ہے۔ان کی ترتیب یوں ہے۔

1۔موسیقی، قرآن اور حدیث کی روشنی میں۔2۔موسیقی اور جذبات کا تعلق سائنس کی روشنی میں۔3۔جنسی بے راہ روی، منشیات اور موسیقی۔4۔موسیقی نے مجھ سے ایسا کروادیا۔5۔کیا موسیقی حرام ہے؟۔6۔اسلامی موسیقی کے حق میں ہونے والے مباحثے کا تنقیدی تجزیہ۔7۔اسلام اور جدید سائنس کی روشنی میں۔8۔موسیقی اور معاشرہ۔9۔سچی توبہ کرنے والوں کے قصے۔10۔اختتامی کلمات۔

موسیقی سے لگاؤ رکھنے والے اسے روح کی غذا کہتے ہیں۔مگر اسلام میں اس کی گنجائش نہیں ہے۔اس موضوع پر صدیوں سے بحث ہورہی ہے۔دونوں طرف سے اس کو حرام وحلال ثابت کیا جا تا رہا ہے۔

امریکہ میں مقیم لبنانی عالم اسلام جو بائیو کیمسٹری میں پی ایچ ڈی ہیں۔انھوں نے اس کتاب کا مختصر ''پیش لفظ'' تحریر کیا ہے۔

''میں ہر لڑکے لڑکی اور مرد عورت کو تلقین کروں گا کہ وہ یہ کتاب پڑھیں تا کہ ان کی موسیقی کے متعلق غلط فہمیاں دور ہوں۔آپ لوگوں سے استدعا ہے کہ آپ قرآن کی تلاوت اور قاری کی خوب صورت آواز کی حلاوت محسوس کریں۔''

مصنف اس کتاب کے بارے میں میں لکھتے ہیں۔

''سب سے اہم بات یہ ہے کہ موسیقی کے مضر پہلوؤں اور نقصانات کے متعلق اس کتاب میں جو تحقیقات پیش کی گئی ہیں۔وہ صرف بیالوجی، کیمسٹری اور طب کے میدان سے تعلق نہیں رکھتیں بلکہ عمرانی سائنسز (Social Sciences) سے متعلق بھی ہیں جو سرویز اور اعداد وشمار پر مشتمل ہیں۔اگر کسی شخص کو سائنسی لٹریچر میں موسیقی کے حق میں ایک یا دو تحقیقات ملی بھی تو پھر بھی یہ کتاب پڑھنے کے بعد قاری کو اندازہ ہوگا۔کہ اس کتاب میں بیان کی گئی سائنسی تحقیقات بے تحاشا ہیں اور وہ ایک دوسرے کی تائید بھی کرتی ہیں۔جن کے مطابق موسیقی کا شراب نوشی، منشیات، فحاشی وعریانی، سگریٹ نوشی اور خودکشی سے تعلق کا پتا چلتا ہے۔''

ڈاکٹر گوہر مشتاق نے یہ کتاب بہت محنت سے لکھی ہے۔انھوں نے اپنے مؤقف کو واضح کرنے کے لیے بہت سے ثبوت یکجا کیے ہیں۔یہ کتاب دراصل ایسے لوگوں کے لیے لکھی گئی۔جو موسیقی کے رسیا ہیں۔اس میں جہاں قرآن و حدیث کے بہت سے حوالے دیے گئے ہیں وہاں غیر مسلم مفکرین کی تحریروں کو بھی سامنے رکھا گیا۔

لینن نے کہا: ''معاشرے کو برباد کرنے کا آسان طریقہ اس کی موسیقی کے ذریعہ ہوتا ہے۔''

امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل، امام ابن تیمیہ بھی اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ اسلام میں موسیقی کے سننے پر حرام ہونے کی حدتک پابندی ہے۔ان کے علاوہ صوفیاء بھی اس پابندی کے قائل ہیں۔

امام غزالی کی موسیقی کے بارے میں یہ رائے ہے کہ:

''موسیقی کا سننا اور گانا جب کہ عورت کی ہمراہی بھی حاصل ہو۔یا گانا بجانے کے آلات یا شہوت انگیز شاعری موجود ہوں۔یہ سب اسلامی تعلیمات کے تحت حرام ہیں۔'' لیکن امام ابوحنیفہ کی رائے کے مطابق ہر قسم کی موسیقی کے آلات، ہاتھ سے بجانے والے ڈھول طبلہ، حتیٰ کہ چھڑیوں کے ٹکرانے سے کسی قسم کا ساز پیدا کرنے سے منع کیا ہے۔''

جو لوگ اس موضوع سے دلچسپی رکھتے ہیں۔وہ اس کا مطالعہ ضرور کریں۔کیونکہ اس کے مطالعہ سے ان کی معلومات میں مزید اضافہ ہوگا۔

(تبصرہ: جاوید اختر بھٹی)

ادارہ

اخبار الاحرار

ساہیوال (26-اکتوبر) تحریک تحفظِ ختمِ نبوت کے زیر اہتمام شہداءِ ختمِ نبوت ساہیوال قاری بشیر احمد حبیب اور اظہر رفیق کی یاد میں منعقدہ عظیم الشان ''ختمِ نبوت کانفرنس'' کے مقررین نے کہا ہے کہ وطن عزیز کے خلاف ہونے والی خطرناک سازشوں میں قادیانی گروہ اپنا کردار ادا کر رہا ہے۔ اِس فتنہءِ اِرتداد کے سدباب کے لئے شہداءِ ختمِ نبوت نے اپنے مقدس خون سے نئی تاریخ رقم کی ہم اِس جدوجہد کے تسلسل کو قائم رکھیں گے جامع مسجد نور رھائی سٹریٹ ساھیوال میں مولانا عبدالستار اور قاری منظور احمد طاہر کی زیر سرپرستی اور قاری سعید ابن شھید، قاری عتیق الرحمٰن اور قاری بشیر احمد کی زیر نگرانی منعقد ہونے والی کانفرنس سے مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ، ممتاز عالم دین مولانا محمد عالم طارق، جمعیت علماءِ اسلام پنجاب کے سیکرٹری جنرل مولانا افتخار احمد حقانی، قاری احسان اللہ فاروقی (کراچی)، سید سلمان گیلانی، مولانا کلیم اللہ رشیدی، مولانا شاہد عمران عارفی، مولانا منظور احمد قاسم اور دیگر رہنماؤں نے شرکت وخطاب کیا، عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ حالات واقعات یہ ثابت کر رہے ہیں کہ وزیرستان میں ہونے والا آپریشن دہشت گردی کے خلاف نہیں بلکہ امریکی دہشت گردی کو مزید پروان چڑھانے کے لئے ہو رہا ہے اور دہشت گردوں کی آڑ میں معصوم لوگوں بچوں اور عورتوں کو ذبح کیا جا رہا ہے انھوں نے کہا کہ امریکہ افغانستان میں جنگ ہار کر پسپا ہو رہا ہے اور اب وہ اس جنگ میں پاکستان کو ایندھن کے طور پر استعمال کر رہا ہے انھوں نے کہا کہ امریکہ مظلوم اقوام کو دبانے کے لئے انسانیت پر ظلم ڈھا رہا ہے اگر وہ واقعی امن چاہتا ہے تو عراق وافغانستان سے واپس چلا جائے اور پاکستان پر اپنا تسلط قائم کرنے سے باز رہے، انھوں نے کہا کہ ہمارے ایٹمی اثاثوں کو تباہ کرنے کے لئے ان پر کنٹرول حاصل کرنے کی کوشش ہو رہی ہے اور اسرائیل میں موجود قادیانی مشن ہمارے ایٹمی اثاثوں کی تاک میں بیٹھا ہے، انھوں نے کہا کہ الطاف حسین اور پیپلز پارٹی کی قادیانیت نوازی نظریہ پاکستان کی نفی ہے اور آئین سے غداری کے مترادف ہے مولانا محمد عالم طارق نے کہا کہ دینی ادارے اور مذہبی جماعتیں اس ملک کی نظریاتی وجغرافیائی سرحدوں کی محافظ ہیں اِن کو بدنام کرنے والے اور شدت پسندی کا طعنہ دینے والے عالم کفر کی نمائندگی کر کے اُنہی کا حق ادا کر رہے ہیں انھوں نے کہا کہ تحفظ ختمِ نبوت اور تحفظ ناموس صحابہ کرام (رضی اللہ عنھم) جیسے محاذ دستوی وآئینی اور عوامی جدوجہد کے متقاضی ہیں ہمیں عالم کفر کی چالوں کو سمجھ کر آگے بڑھنا چاہیے۔ مولانا افتخار احمد حقانی نے کہا کہ تحفظ ناموس رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) اور تحفظ ختمِ نبوت کے قوانین کے خلاف بین الاقوامی اور ملکی سطح پر ہونے والی لابنگ اور سازشوں کے نتیجے میں قوم کوئی تبدیلی کسی صورت برداشت نہیں کرے گی جو قوتیں اِن قوانین میں ترمیم کی باتیں کر رہی ہیں ان کو یاد رکھنا چاہیے کہ اِن قوانین کو چھیڑا گیا تو کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔ کانفرنس میں ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین اور گورنر پنجاب سمیت مقتدر حلقوں کی طرف سے 295-سی پر تنقید کو مسترد کیا گیا اور واضح کیا گیا کہ اسلام کے نام پر بننے والے اسلامی جمہوریہ پاکستان کی بقاء واستحکام اسلام کے عادلانہ نظام کے نفاذ میں ہی مضمر ہے کانفرنس کی قراردادوں میں مطالبہ کیا گیا کہ چناب نگر سمیت ملک

بھر میں امتناع قادیانیت ایکٹ پر موثر عمل درآمد کرایا جائے مرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے، اسلامی شعائر کے استعمال سے قادیانیوں کو قانوناً روکا جائے ساہیوال ڈویژن میں قادیانیوں کی ارتدادی تبلیغی سرگرمیوں اور اشتعال انگیز کاروائیوں کا فوری نوٹس لیا جائے قادیانی عبادت گاہوں کی مساجد سے مشابہت ختم کرائی جائے قوم کے وقار اور ملکی خودمختاری کے خلاف بین الاقوامی معاہدات کو فی الفور منسوخ کیا جائے بلیک واٹر اور اس سے ملتی جلتی تنظیموں اور غیر ملکی ایجنسیوں کے پرمٹ منسوخ کئے جائیں وزیرستان میں امریکی ایماء پر شروع کئے گئے آپریشن کو بند کر کے مذاکرات کا راستہ اختیار کیا جائے، دینی مدارس کے خلاف پراپگنڈہ مہم بند کی جائے۔

☆☆☆

سیالکوٹ (پ ر) متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان کے کنوینر اور مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ بھٹو مرحوم کی سیاسی کمائی کھانے والی پیپلز پارٹی دین دشمنوں اور قادیانیوں کو پرموٹ کر رہی ہے جبکہ بھٹو مرحوم نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور بھٹو نے خود کہا کہ قادیانی پاکستان میں وہی حیثیت حاصل کرنا چاہتے ہیں جو یہودیوں کو امریکہ میں حاصل ہے وہ ''تحفظِ ختمِ نبوت اور حالاتِ حاضرہ کے موضوع پر جامع مسجد عمر فاروق رحمان پورہ سیالکوٹ میں نمازِ جمعتہ المبارک کے اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ الطاف حسین، گورنر پنجاب، فوزیہ وہاب اور حکمران قانون توہینِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہرزہ سرائی اور قادیانیت نوازی کے مرتکب ہوئے ہیں گورنر پنجاب اپنے اور اپنے صدر کے خلاف بات سننے کو تیار نہیں لیکن توہینِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ مرتکبین کو کھلی چھٹی دینا چاہتے ہیں جو بذاتِ خود توہینِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ انھوں نے کہا کہ قادیانی الطاف حسین کی اور الطاف حسین قادیانیوں کی بیساکھی استعمال کر کے دہشت گردی کو مزید فروغ دینا چاہتے ہیں ایسے میں دینی قوتوں پر بھاری ذمہ داری آن پڑی ہے کہ وہ مصلحتوں سے بالاتر ہو کر آگے بڑھیں اور اسلام اور وطنِ عزیز کے خلاف سازشوں کے جال ناکام بنا دیں انھوں نے کہا کہ 295-C اور امتناعِ قادیانیت ایکٹ کے خلاف اقتدار کے ایوانوں میں ہونے والی سازشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے گا قادیانی یہ کہہ رہے ہیں کہ تحفظِ ختمِ نبوت کے قوانین ختم ہوئے بغیر پاکستان میں امن نہیں ہو سکتا۔ انھوں نے کہا کہ قادیانی امن و پاکستان دشمنی کی علامت ہیں اور ربوہ سازشوں کا گڑھ بنا ہوا ہے۔ انھوں نے نوجوانوں سے اپیل کہ وہ عقیدہ ختمِ نبوت کے تحفظ کے لیے تعلیم و تربیت اور میڈیا پر دسترس حاصل کریں۔ علاوہ ازیں سیالکوٹ میں مختلف مقامات پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ دنیا میں مذہبی طبقات ہی امریکہ اور استعمار کے راستے میں رکاوٹ ہیں دینی طبقات کو گروہی سیاست سے نکل کر اسلام کی نشاتِ ثانیہ کے لیے ایک نکاتی ایجنڈے پر متحد ہو کر آگے بڑھنا چاہیے دریں اثناء انھوں نے کہا کہ متحدہ تحریکِ ختمِ نبوت بڑھتے ہوئے امریکی تسلط، آئین کی اور اسلامی دفعات کے خلاف مہم کے تدارک کے لیے ملک بھر میں رائے عامہ کو بیدار منظم کرنے کے لیے کنونشن منعقد کرے گی۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (4 نومبر) قومی خودمختاری کی بحالی اور آئین کی اسلامی دفعات کے دفاع کے لئے رائے عامہ کو بیدار اور لائحہ عمل طے کرنے کے لئے متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان کے زیر اہتمام 12- نومبر بروز جمعرات بارہ بجے دوپہر تا 4- بجے سہ پہر دفتر مرکزیہ مجلس احرارِ اسلام پاکستان نیو مسلم ٹاؤن لاہور میں ''علماء کنونشن'' منعقد ہو گا جس میں تمام مکاتب فکر کے سر کردہ علماء کرام اور دینی و سیاسی جماعتوں کے رہنما خطاب کریں گے مولانا عبدالرؤف فاروقی، سید محمد کفیل بخاری اور مولانا شمس

الرحمٰن معاویہ نے دینی وسیاسی جماعتوں کے رہنماؤں اور مشائخ سے کنونشن میں شرکت کے لئے رابطے شروع کردیئے ہیں۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (5 نومبر) قومی خودمختاری کی بحالی اور آئین کی اسلامی دفعات کے دفاع کے لئے رائے عامہ کو بیدار اور لائحہ عمل طے کرنے کے لئے متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان کے زیراہتمام 12- نومبر بروز جمعرات بارہ بجے دوپہر تا 4- بجے سہ پہر دفتر مرکزیہ مجلس احرارِاسلام پاکستان نیومسلم ٹاؤن لاہور میں ''علماء کنونشن'' منعقد ہوگا جس میں تمام مکاتب فکر کے سرکردہ علماء کرام اور دینی وسیاسی جماعتوں کے رہنما شرکت وخطاب کریں گے مولانا عبدالرؤف فاروقی، سید محمد کفیل بخاری اور مولانا شمس الرحمٰن معاویہ نے دینی وسیاسی جماعتوں کے رہنماؤں اور مشائخ سے کنونشن میں شرکت کے لئے رابطے شروع کر دیئے ہیں پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہدالراشدی، انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے امیر مولانا محمد الیاس چنیوٹی، مجلس احرارِاسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ، جماعت اسلامی پاکستان کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، مرکزی جمعیت اہلحدیث کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل رانا محمد شفیق خاں پسروری، تنظیم اسلامی کے مرزا محمد ایوب بیگ، خاکسار تحریک کے قائد حمیدالدین المشرقی اور دیگر نے کہا ہے کہ ملک کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کے دفاع کے لئے پوری قوم پر بھاری ذمہ داریاں آن پڑی ہیں اور ہمیں ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے صورتحال کا احساس و ادراک کرلینا چاہیے مختلف رہنماؤں نے تمام دینی طبقات سے پُرزور اپیل کی ہے کہ وہ قوم کی رہنمائی کے لئے اپنا کردار ادا کریں ان رہنماؤں نے تمام مکاتبِ فکر کے علماء کرام سے پُرزور اپیل کی ہے کہ وہ اس کنونشن میں تشریف لاکر اپنے جذبات کا اِظہار کریں اور قوم کی رہنمائی کریں علاوہ ازیں متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی کے ترجمان نے بتایا ہے کہ تمام مکاتبِ فکر کے علاوہ جمعیت علماء اسلام، مرکزی جمعیت اہلحدیث، جماعت اسلامی، مجلس احرارِاسلام پاکستان، پاکستان شریعت کونسل، انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، جمعیت علماء پاکستان، تنظیم اسلامی، خاکسار تحریک، تحریک انصاف، مسلم لیگ (ن) کے سرکردہ رہنماؤں کو دعوت نامے بھیجے جارہے ہیں بتایا گیا ہے کہ اکثر رہنماؤں سے رابطے مکمل ہوچکے ہیں اور یہ کنونشن افادیت ومقصدیت کے اعتبار سے ان شاء اللہ تعالیٰ تاریخی حیثیت کا حامل ہوگا۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (6 نومبر) علاقہ چیچہ وطنی کی مشہور شخصیت، حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم کے مشن تحفظ ختم نبوت کے قدیم کارکن اور مجلس احرارِاسلام چیچہ وطنی کے صدر خان محمد افضل انتقال کرگئے ان کی عمر تقریباً 90 سال تھی ان کی نماز جنازہ چک نمبر 15-11 ایل میں ادا کی گئی جو دارالعلوم ختم نبوت کے صدر مدرس قاری محمد قاسم نے پڑھائی نماز جنازہ میں مجلس احرارِاسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ، ضلعی ناظم رائے حسن نواز خان، حافظ عبدالقادر، شیخ عبدالغنی، میر رضاءالدین احمد، رائے نیاز محمد خاں، صوفی نصیر احمد چیمہ، حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر، رضوان الدین احمد صدیقی، محمد ارشد چوھان، تحریک انصاف کے صدر سید میر رمیز احمد، راؤ محمد اسلم، مولانا منظور احمد، حافظ حبیب اللہ رشیدی، بھائی محمد رشید چیمہ، حاجی عیش محمد رضوان سمیت متعدد دینی وسیاسی اور سماجی شخصیات اور سینکڑوں افراد نے شرکت کی گزشتہ روز نماز جمعۃ المبارک کے بعد دفتر مجلس احرارِاسلام چیچہ وطنی میں ایک تعزیتی اجلاس میں خان محمد افضل کے لئے اجتماعی دعائے مغفرت کرائی گئی اور مرحوم کے شاندار ماضی اور دینی وسماجی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا گیا علاوہ ازیں شہر کے مختلف دینی وسیاسی اور شہری

وسماجی حلقوں نے بھی خان محمد افضل کے انتقال پر مرحوم کے صاحبزادگان ارشاد احمد خان، فیاض احمد خان اور ریاض احمد خان سے تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے مرحوم کے بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی ہے۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (6 نومبر) علاقہ چیچہ وطنی کی مشہور شخصیت، حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم کے مشن تحفظ ختم نبوت کے قدیم کارکن اور مجلس احرارِ اسلام چیچہ وطنی کے صدر خان محمد افضل انتقال کر گئے ان کی عمر تقریباً 90 سال تھی ان کی نماز جنازہ چک نمبر 15-11 ایل میں ادا کی گئی جو دارالعلوم ختم نبوت کے صدر مدرس قاری محمد قاسم نے پڑھائی نماز جنازہ میں مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ، ضلعی ناظم رائے حسن نواز خان، حافظ عبدالقادر، شیخ عبدالغنی، میر رضاء الدین احمد، رائے نیاز محمد خاں، صوفی نصیر احمد چیمہ، حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر، رضوان الدین احمد صدیقی، محمد ارشد چوھان، تحریک انصاف کے صدر سید میر رمیز احمد، راؤ محمد اسلم، مولانا منظور احمد، حافظ حبیب اللہ رشیدی، بھائی محمد رشید چیمہ، حاجی عیش محمد رضوان سمیت متعدد دینی وسیاسی اور سماجی شخصیات اور سینکڑوں افراد نے شرکت کی گزشتہ روز نماز جمعۃ المبارک کے بعد دفتر مجلس احرارِ اسلام چیچہ وطنی میں ایک تعزیتی اجلاس میں خان محمد افضل کے لئے اجتماعی دعائے مغفرت کرائی گئی اور مرحوم کے شاندار ماضی اور دینی وسماجی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا گیا علاوہ ازیں شہر کے مختلف دینی وسیاسی اور شہری وسماجی حلقوں نے بھی خان محمد افضل کے انتقال پر مرحوم کے صاحبزادگان ارشاد احمد خان، فیاض احمد خان اور ریاض احمد خان سے تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے مرحوم کے بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی ہے۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (7 نومبر) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ حکمرانوں اور سیاستدانوں کی نااہلی نے وطن عزیز کے لئے خطرات کھڑے کر دیئے ہیں اور عوام کے لئے سُکھ کا سانس لینا مُشکل ہوگیا ہے، وہ مجلس احرارِ اسلام چیچہ وطنی کے صدر خان محمد افضل کے انتقال پر نواحی چک نمبر 15-11 ایل میں مرحوم کے فرزندان ارشاد احمد خاں، فیاض احمد خاں اور ریاض احمد خاں سے تعزیت کے بعد احرار میڈیا سنٹر چیچہ وطنی میں خطاب کر رہے تھے انھوں نے کہا کہ پاکستانی عوام کو امریکہ سے نفرت کی سزا دی جارہی ہے قبل ازیں انھوں نے خان محمد افضل کے انتقال پر لواحقین سے تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مرحوم قیام ملک سے قبل تا زیست استقامت کے ساتھ مجلس احرارِ اسلام میں اپنا کردار ادا کرتے رہے اور علاقائی جماعت کے کام کی سرپرستی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ مجلس احرارِ اسلام اور تحریک تحفظ ختم نبوت کی علاقائی سرگرمیوں میں مرحوم نے ساری زندگی مؤثر کردار ادا کیا اور علاقہ میں وہ گھمبیر مسائل میں مصالحانہ کردار کی علامت اور امن کی شناخت سمجھے جاتے تھے قبل ازیں قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری نے مدینہ مسجد فرید ٹاؤن ساہیوال میں تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں منعقدہ ایک دینی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی گروہ ملکی سلامتی کے خلاف خطرناک کردار ادا کر رہا ہے بعض مقتدر حلقے قادیانیوں کی اِرتدادی سرگرمیوں کو سپانسر کر رہے ہیں انھوں نے کہا کہ قانون تحفظ ناموس رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) اسلام اور مسلمانوں کی آبرو ہے اِس قانون کو ختم کرنے کی سازشیں کرنے والے ''دم توڑ'' رہے ہیں اس ملک کی بقاء صرف اور صرف قرآنی وآسمانی تعلیمات کے نفاذ میں مضمر ہے اگر ملک کی حفاظت کرنی ہے تو پوری قوم اسلامی نظام کے نفاذ کے یک نکاتی ایجنڈے پر جرأت کے ساتھ کھڑی ہو جائے۔

چیچہ وطنی (7 نومبر) متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان کے کنونیئر عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ آئینی اصلاحات کے نام پر تحفظ ناموس رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) اور تحفظ ختم نبوت جیسے قوانین کو ہرگز نہ چھیڑا جائے ورنہ قوم اِن قوانین میں کسی قسم کی ترمیم کو قطعاً برداشت نہیں کرے گی ایک بیان میں انھوں نے بتایا کہ امریکی تسلط کے خلاف رائے عامہ کو بیدار کرنے، اسلامی قوانین کے خلاف مقتدر حلقوں کے بیانات اور وطن عزیز کے خلاف بڑھتی ہوئی خطرناک سازشوں کے حوالے سے دینی جماعتوں کا ایک مشترکہ کنونشن 12-نومبر بروز جمعرات 11 بجے دن تا 4 بجے شام دفتر مرکزیہ مجلس احرارِ اسلام نیو مسلم ٹاؤن لاہور میں منعقد ہوگا جس کے اِنعقاد کے لئے تحریک ختم نبوت کی مرکزی رابطہ کمیٹی نے رابطے تیز کر دیئے ہیں۔

☆☆☆

لاہور (11 رنومبر) اسلامی جمہوریہ پاکستان پر بڑھتے ہوئے امریکی تسلط اور آئین پاکستان میں موجود اسلامی دفعات خصوصاً قانون تحفظ ناموس رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ختم کرنے جیسی خطرناک سازشوں کے سدباب اور باہمی مشاورت کے لئے متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان کے زیر اہتمام مشترکہ ''علماء کنونشن'' (آج) 12-نومبر بروز جمعرات 11 بجے دن تا نمازِ عصر دفتر مجلسِ احرارِ اسلام نیو مسلم ٹاؤن لاہور میں قائدِ احرار سید عطاء المہیمن بخاری کی زیر صدارت منعقد ہو رہا ہے بتایا گیا ہے کہ کنونشن میں مولانا فضل رحیم، مولانا محمد احمد لدھیانوی، مولانا مفتی حمید اللہ جان، مولانا زاہد الراشدی، قاری محمد زوار بہادر، مولانا محمد الیاس چنیوٹی، سید محمد کفیل بخاری، حافظ عاکف سعید، ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، مولانا امیر حمزہ، اعجاز احمد چوہدری، پیر سیف اللہ خالد، چودھری نصیر احمد بھٹہ ایم این اے، حافظ اسد عبید، ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں، مولانا محمد الیاس گھمن، ممتاز قانون دان محمد اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ، مولانا عبدالرؤف فاروقی، مولانا شمس الرحمٰن معاویہ، حمید الدین المشرقی، مولانا بشیر احمد شاد، مولانا حبیب الرحمٰن درخواستی، قاری محمد یوسف احرار، سید محمد زکریا شاہ، حافظ میاں محمد نعمان ایم پی اے، قاری شبیر احمد عثمانی اور عبداللطیف خالد چیمہ سمیت متعدد دیگر حضرات شرکت وخطاب کریں گے۔

☆☆☆

لاہور (11 رنومبر) مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ (کل) 13-نومبر کو سیالکوٹ جائیں گے جہاں وہ جامع مسجد عمر فاروق رحمان پورہ ایمن آباد روڈ سیالکوٹ میں نماز جمعۃ المبارک سے قبل ''تحفظ ختم نبوت اور حالاتِ حاضرہ'' کے موضوع پر خطاب کریں گے اور علاقائی سطح پر تحریک تحفظ ختم نبوت کے کام کا جائزہ لیں گے۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (11 رنومبر) متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان کے کنونیئر گزشتہ روز لاہور روانہ ہو گئے وہ (آج) 12-نومبر جمعرات کو مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے دفتر نیو مسلم ٹاؤن لاہور میں شرکت کریں گے اور 13-نومبر کو سیالکوٹ جائیں گے جہاں وہ جامع مسجد عمر فاروق رحمان پورہ ایمن آباد روڈ سیالکوٹ میں نماز جمعۃ المبارک کے اجتماع میں ''تحفظ ختم نبوت اور حالات حاضرہ'' کے موضوع پر خطاب کریں گے اور سیالکوٹ میں مجلس احرارِ اسلام اور تحریک ختم نبوت کے کام کا جائزہ لیں گے روانگی سے قبل انھوں نے بتایا کہ آج لاہور میں منعقدہ کنونشن کے لئے تمام مکاتب فکر اور دینی وسیاسی جماعتوں کے سرکردہ رہنماؤں اور نمائندوں سے رابطے مکمل ہو چکے ہیں اور توقع ہے کہ یہ کنونشن ملک میں بڑھتے ہوئے امریکی تسلط اور قانون تحفظ ناموس رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف خطرناک مہم کا جائزہ لے کر مشترکہ جدوجہد اور مؤثر لائحہ عمل طے کرنے میں

اہم کردارادا کرے گاانھوں نے بتایا کہ جماعت اسلامی، جمعیت علماء پاکستان، مرکزی جمعیت اہلحدیث، پاکستان شریعت کونسل ،مجلس احرارِ اسلام، تنظیم اسلامی، انٹرنیشنل ختمِ نبوت، خاکسار تحریک، مسلم لیگ (ن) اور تحریک انصاف کے سرکردہ رہنماؤں کو دعوت نامے جاری کیئے گئے ہیں۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (13/نومبر) مرکز سراجیہ لاہور کے مدیراور حضرت خواجہ خان محمد کے فرزند مولانا صاحبزادہ رشید احمد نے کہا ہے کہ انسانیت کی فلاح و بہبود میں خانقاہی نظام کو خاص اہمیت حاصل ہے اور قرونِ اولیٰ سے اہل اللہ خانقاہوں میں بیٹھ کر حضرات انبیاء علیہ اسلام کی سنت کے مطابق خدمت خلق میں مصروف ہیں وہ گزشتہ روز یہاں حضرت حافظ عبدالرشید کی خانقاہ رشیدیہ (بستی سراجیہ) میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے ختمِ خواجگان کے افتتاح کے موقع پر خطاب کرر ہے تھے اس موقع پر حافظ حبیب اللہ چیمہ نے بھی خطاب کیا۔ صاحبزادہ رشید احمد نے کہا کہ برصغیر پاک و ہند میں خانقاہوں میں بیٹھ کر بزرگانِ دین نے عظیم کارنامے سرانجام دیے جو کہ تاریخ اسلامی کا سنہری باب ہیں انہی خانقاہوں میں بیٹھ کر بزرگان دین نے ظلمت و جہالت کے خلاف خاموش جہاد کے ذریعے اسلام کا بول بالا کیا اور عقیدہ توحید وختمِ نبوت اور اسوہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی پاسداری کے لئے عوام کو بیدار کرنے میں اہم کردار ادا کیا آج بھی ظلمت و ناانصافی، قتل و غارت گری اور بدامنی کی سرکوبی کے لئے خانقاہوں میں بیٹھے بزرگوں کی سرپرستی اہم کردار ادا کرسکتی ہے انھوں نے کہا کہ برصغیر میں صوفیائے عظام نے جو خدمات سر انجام دیں انہی کے صدقے پاکستان کی اسلامی ریاست قیام پذیر ہوئی۔ برصغیر میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے انہی خانقاہوں میں بیٹھ کر نہ صرف غلط عقائد کے سیلاب کے سامنے اپنے بلند کردار سے بند باندھا بلکہ اپنے مجاہدانہ کردار کے ذریعے دینِ اکبری کا جس طرح مقابلہ کیا وہ تاریخ اسلامی کا درخشندہ باب ہے۔

☆☆☆

ملتان (16/نومبر) حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے نواسے، پروفیسر سید محمد وکیل شاہ کے فرزند، قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری کے بھانجے اور داماد اور سید محمد کفیل بخاری کے برادرِ خورد مکہ مکرمہ میں انتقال کر جانے والے صاحبِ طرز ادیب، نظم گو شاعر، کالم نگار، مترجم اور لغت نویس پروفیسر سید محمد ذوالکفل بخاری کو مکہ مکرمہ کے تاریخی قبرستان جنت المعلیٰ میں اُم المومنین سیدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے قدموں میں دفن کر دیا گیا۔ اُن کی نمازِ جنازہ پیر کے روز حرم کعبہ میں لاکھوں حجاج اور اہل اسلام نے ادا کی۔ بعدازاں مکہ مکرمہ کے تاریخی اور قدیمی قبرستان جنت المعلیٰ میں تدفین کی گئی۔ نمازِ جنازہ اور تدفین میں خطیبِ حرم حضرت مولانا محمد مکی حجازی، مدرسہ صولتیہ کے استاذ الحدیث مولانا ڈاکٹر سعید احمد عنایت اللہ، ملک محمد یوسف کے علاوہ مرحوم سید محمد ذوالکفل بخاری کے احباب نے بھی شرکت کی۔

سید محمد ذوالکفل بخاری کے انتقال پر ملک کے طول وعرض اور بیرونِ ملک سے متعدد دینی وسیاسی رہنماؤں اور ادبی شخصیات کے علاوہ مجلس احرار اسلام اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے کارکنوں نے تعزیت کا اظہار کیا ہے۔

سابق صدر پاکستان محمد رفیق تارڑ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، وفاق المدارس العربیہ کے ناظم اعلیٰ قاری محمد حنیف جالندھری، انٹرنیشنل ختم نبوت مومنٹ کے رہنما مولانا محمد الیاس چنیوٹی، جماعت اسلامی کے رہنما حافظ محمد ادریس، ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، جمعیت علماء اسلام کے رہنما مولانا

عبدالرؤف فاروقی، ختم نبوت اکیڈمی لندن کے عبدالرحمٰن باوا، ملت اسلامیہ کے قائد مولانا محمد احمد لدھیانوی، ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں، یوکے اسلامک مشن کے سید طفیل حسین شاہ، مولانا محمد طیب قاسمی (ہانگ کانگ) رؤف طاہر (جدہ)، ڈاکٹر زاہد منیر عامر (جامعہ ازہر قاہرہ) سید منیر احمد (امیر مجلس احرار اسلام جرمنی)، شیخ عبدالواحد سمیت متعدد دیگر رہنماؤں اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے نمائندہ افراد نے قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری اور سید محمد کفیل بخاری سے تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے سید محمد ذوالکفل بخاری کے لیے بلندیٔ درجات کی دعا کی ہے۔ سابق صدر پاکستان محمد رفیق تارڑ نے سید محمد کفیل بخاری سے تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مرحوم ایک زندہ دل اور ہر دلعزیز شخصیت کے مالک تھے۔ یہ بہت بڑی خوش قسمتی ہے کہ حرمِ کعبہ میں لاکھوں مسلمانوں نے اُن کی نماز جنازہ پڑھی اور سرزمین حجاز میں تدفین ہوئی۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی نائب امیر پروفیسر خالد شبیر احمد اور سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے اپنے تعزیتی بیان میں کہا ہے کہ سید محمد ذوالکفل بخاری نہایت وضع دار اور عجز وانکساری کا مرقع تھے۔ وہ پس منظر میں رہتے ہوئے فکری اور نظریاتی طور پر ایک منجھے ہوئے خاموش مبلغ کا کردار ادا کر رہے تھے۔ دینی وسیاسی تحریکوں کا تجزیہ، کام کے زاویے اور اردو وانگلش لٹریچر پر اُن کو دسترس حاصل تھی۔

عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ قائد احرار مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری مرحوم اور سید عطاء المحسن بخاری مرحوم سے اکتسابِ فیض کیا اور سید ابوذر بخاری کا خاص ذوقِ سلیم ان کو ودیعت ہوا تھا۔ مرحوم تواضع اور توازن کا حسین مرقع تھے۔ علاوہ ازیں اندرون وبیرون ملک سے متعدد سرکردہ شخصیات نے سید عطاء المہیمن بخاری، پروفیسر حافظ سید محمد وکیل شاہ، سید محمد کفیل بخاری، سید محمد معاویہ بخاری، سید عطاء المنان بخاری اور سید صبیح الحسن ہمدانی کے علاوہ عبداللطیف خالد چیمہ سے بھی فون پر بھی تعزیت کا اظہار کیا۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (23 نومبر) وزیراعلیٰ پنجاب پروگرام برائے تقاریر 2009ء میں ڈان کیڈٹ ھائی سکول چیچہ وطنی کے طالب علم محمد قاسم چیمہ نے سیکنڈری لیول میں اردو تقریر میں تحصیل بھر میں اوّل پوزیشن حاصل کی۔ تحریک طلباء اسلام چیچہ وطنی کے رہنماؤں ملک محمد آصف مجید، حافظ عمران غنی، مرزا صہیب بیگ، محمد عمیر چیمہ، شاہد حمید، محمد معاویہ راشد اور دیگر نے مبارک باد پیش کی ہے۔ علاوہ ازیں ڈان کیڈٹ ھائی سکول کے کنٹرولر محترم ظہور احمد اور نگران استاد محترم محمد اسلم نے بھی محمد قاسم اور پوزیشن ہولڈرز کو مبارک باد پیش کی ہے اور اپنے شاگردوں کے علم وعمل میں ترقی کی دعا کی ہے۔

تحفظ ختمِ نبوت کے سلسلہ میں سید منیر احمد بخاری کا دورۂ ڈنمارک (رپورٹ: محمد اسلم علی پوری)

مشہور سابق قادیانی شیخ راحیل احمد رحمۃ اللہ علیہ کے حلقۂ اثر میں سید منیر احمد بخاری ایک مشہور نام ہے جنھوں نے قادیانیت ترک کرنے کے بعد جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اپنے آپ کو وقف کر رکھا ہے بہت سی سماجی معاشرتی اور خاندانی رکاوٹوں کے باوجود وہ مرزا غلام احمد قادیانی اور فتنۂ قادیانیت کی حقیقت سے دنیا کو آگاہ کرنے کے لئے لگے رہتے ہیں میری دیرینہ خواہش ودعوت پر انھوں نے 22-اکتوبر تا 25-اکتوبر 2009ء ڈنمارک کا دورہ کیا 22-اکتوبر کو میں نے 5 بجے شام کو پن ہیگن ایئر پورٹ پر ان کا خیر مقدم کیا شام کی نشست میری رہائش گاہ پر ہوئی جس میں چوہدری محمد ولائت (کونسلر) محترم شاکر صاحب اور ماہنامہ ''ساحل'' کے ایڈیٹر محمد آصف رضا نے بھی شرکت کی محترم

بخاری صاحب کی آمد اور اجتماعی پروگراموں کی تفصیل ہم نے مشتہر کر رکھی تھی چنانچہ اگلے روز 23-اکتوبر کو نماز جمعۃ المبارک کے بعد مسجد الحق ویلبٹی ڈنمارک میں اجتماع سے انھوں نے تفصیلی خطاب کیا اور سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات، آسمانوں پر اُٹھائے جانے اور دوبارہ ان کے نزول کا قرآن وحدیث سے ثابت ہونا بیان کیا خطاب کے بعد سوال وجواب کی نشست بھی ہوئی بے خبر لوگوں کو قادیانی طریق کار سے بھی آگاہ کیا گیا، اسی روز شام کو پاک لنک ریڈیو پر انٹرویو کا نظم تھا انٹرویو میں مرزا غلام احمد قادیانی اور قادیانی جماعت کے حوالے سے سوالات کے خوبصورت انداز میں جواب دیئے گئے یہ ریڈیو سسٹم گھروں، ٹیکسیوں اور گاڑیوں میں سُنا جاتا ہے ریڈیو کی انتظامیہ نے پروگرام کے سلسلے میں بھر پور تعاون کیا۔ 24-اکتوبر ہفتہ کو نماز عصر کے بعد مرکز ثقافتِ اسلامی (اسلامک کلچر سنٹر) میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وضرورت پر خطاب تھا اس پروگرام میں مرزا غلام احمد قادیانی کی پرانی اور اصل کتابوں کے حوالے لوگوں کو براہِ راست دکھائے گئے اور پوری طرح مطمئن کیا گیا سامعین کو حوالہ جات دکھانے میں عزیزم محمد فاروق اور عزیزم محمد نوید نے بخاری صاحب کی معاونت کی بعد ازاں سوال وجواب کی نشست ہوئی اور راقم نے جواب دیئے بعد ازاں شرکاء کی تواضع کی گئی اُسی روز شام کو ٹی وی لنک (T.V LINK) پر سید محمد منیر احمد بخاری کا انٹرویو ہوا انٹرویو سے پہلے ٹی وی پر شیخ راحیل احمد مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کرائی گئی بخاری صاحب نے پون گھنٹے کے اپنے انٹرویو میں قادیانیت ترک کر کے اسلام قبول کرنے کی تفصیل سے ناظرین کو آگاہ کیا رات کا کھانا محترم شاکر صاحب کے ہاں تھا کھانے کی اس تقریب میں پاکستانی احباب کے علاوہ تین عرب دوست بھی مدعو تھے عربوں نے بھی قادیانیت کے حوالے سے متعدد سوالات کئے راقم نے ترجمانی کی ذمہ داری سنبھالی کیونکہ سوالات ڈینش زبان میں تھے عرب دوست قادیانیت کی حقیقت ایک سابق قادیانی سے سن کہ بہت ہی مسرور تھے 25-اکتوبر اتوار کو ریڈیو ’’آپ کی آواز‘‘ پر محترم راجہ عبدالغفار صاحب نے انٹرویو کیا جو ڈیڑھ گھنٹہ پر محیط تھا متعدد پروگراموں میں قادیانیوں کو بھی دعوت دی گئی لیکن دعوت کے باوجود وہ نہ آئے چار روزہ اِس دورے کے بعد شام 4 بجے بخاری صاحب کو ہم نے محترم شاکر صاحب اور عزیزم نوید صاحب کے ہمراہ اس عزم کے ساتھ رخصت کیا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے کام کو ایک مہم کے طور پر ان شاءاللہ تعالیٰ جاری رکھا جائے گا محترم سید منیر احمد بخاری صاحب کو رخصت کرنے کے بعد بھی قادیانی معلوم کرتے رہے کہ ’’وہ چلے گئے ہیں‘‘؟ کیوں اس دورے سے قادیانی خاصے پریشان تھے ’’ریڈیو آپ کی آواز‘‘ کی انتظامیہ کو قادیانیوں نے فون کئے کہ ’’بخاری جھوٹ بولتا رہا ہے‘‘ انتظامیہ نے جواب دیا کہ کل ڈیڑھ گھنٹہ ریڈیو پر وہ انٹرویو دیتے رہے اس وقت تو آپ لوگوں (قادیانیوں) نے کوئی کال یا شکائت نہیں کی، اصل میں قادیانیوں کا وطیرہ ہی یہی ہے بہر حال بخاری صاحب کا یہ چار روزہ دورہ انتہائی کامیاب رہا ہے، ضرورت اِس امر کی ہے کہ مغربی ممالک کے معروضی حالات کو ملحوظ رکھ کر تحریک ختم نبوت کی ترجیحات طے کی جائیں اور مختلف زبانوں میں لٹریچر اور میڈیا کے ذریعے قادیانیوں کی حقیقت سے دنیا کو آگاہ کیا جائے خصوصیت کے ساتھ عالم کفر کو یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ قادیانی دھوکہ دہی سے اسلام اور مسلمانوں کے حقوق غصب کر رہے ہیں، تحریک ختم نبوت کے قائدین اور اکابر احرار سے ہماری درخواست ہے کہ یہاں کے حالات کا بغور جائزہ لیں کہ قادیانی نت نئے طریقوں سے قادیانیت کے جال میں کس طرح پھنسا رہے ہیں محترم عبداللطیف خالد چیمہ جو برطانیہ کے سفر پر آتے رہتے ہیں ان سے پہلے بھی درخواست کی اب پھر گزارش ہے کہ برطانیہ کے سفر کے ساتھ ڈنمارک اور جرمنی وغیرہ کو بھی شامل کر لیں۔

دارالعلوم ختم نبوت چیچہ وطنی کے دارالقرآن کی تعمیر

دارالعلوم ختم نبوت جامع مسجد چیچہ وطنی کا جدید دارالقرآن 16×37 کے رقبے میں مغربی جانب تعمیر ہورہا ہے اور بڑھتی ہوئی تعلیمی وانتظامی اور دفتری ضروریات کے پیشِ نظر قدیم تعمیرات میں خاصی تبدیلی واضافہ ہورہا ہے تقریباً ایک ماہ سے کام جاری ہے اور اندازاً دو ماہ مزید لگیں گے یہ تعمیرات مولانا منظور احمد، حافظ حبیب اللہ رشیدی اور محمد ارشد چوہان کی نگرانی میں ہورہی ہیں مجوزہ تعمیرات کا تخمینہ تقریباً چھ 6 لاکھ روپے ہے، جملہ اہل خیر سے تعاون کی فوری درخواست ہے۔

عبداللطیف خالد چیمہ مدیر منتظم دارالعلوم ختم نبوت (رجسٹرڈ)
جامع مسجد بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی۔ ضلع ساہیوال
بنک اکاؤنٹ بنام دارالعلوم ختم نبوت بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی
نیشنل بنک آف پاکستان جامع مسجد بازار چیچہ وطنی،
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 1306 برانچ کوڈ نمبر 0760

مرکز احرار مرکزی مسجد عثمانیہ چیچہ وطنی میں جماعت کے ذیلی دفتر کا قیام

چیچہ وطنی ساہیوال ریجن میں جماعت کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کو مزید توسیع دے کر منظم کرنے کے لئے مرکزی مسجد عثمانیہ (رجسٹرڈ) ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی میں مجلس احرارِ اسلام کا ذیلی دفتر قائم کردیا گیا ہے، ہاؤسنگ سکیم کے ساتھی تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں مطبوعہ لٹریچر اور دیگر امور کے لئے دفتر میں مولانا منظور یا حافظ شریف سے رابطہ کرسکتے ہیں مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے ناظم اعلیٰ جناب عبداللطیف خالد چیمہ اس دفتر میں بھی کچھ وقت دیا کریں گے، ان شاءاللہ تعالیٰ

منجانب: منتظم دفتر مجلس احرارِ اسلام جامع مسجد بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی۔ ضلع ساہیوال
فون جامع مسجد: 040-5482253 فون دفتر مرکزی مسجد عثمانیہ: 040-5485955

ادارہ

مسافرانِ آخرت

☆امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے چھوٹے نواسے، شاعر، دانش ور، کالم نگار، صاحب طرز ادیب پروفیسر سید محمد ذوالکفل بخاری رحمتہ اللہ علیہ۔ مکہ مکرمہ، 15 رنومبر 2009ء اتوار

☆ حضرت مولانا جلیل احمد رائے پوری رحمتہ اللہ علیہ

☆ معروف معالج حکیم حافظ محمد حنیف اللہ کے سب سے چھوٹے فرزند اور حکیم محمد طارق کے چھوٹے بھائی حکیم محمد خالد جو 11 نومبر کو ایک ٹریفک حادثے میں شدید زخمی ہوئے تھے 22 رنومبر کو انتقال کر گئے۔ اُن کی نمازِ جنازہ، جنازگاہ جلال باقری میں مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ کی امامت میں ادا کی گئی۔ وہ پروفیسر ذوالکفل بخاری مرحوم کے قریبی دوستوں میں سے تھے۔ مرحوم کے دادا، حکیم عطاء اللہ خان مرحوم، حکیم اجمل خان کے شاگردوں میں سے تھے اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے معالج بھی تھے۔ سید محمد کفیل بخاری اور پروفیسر سید محمد وکیل شاہ نے مرحوم کے خاندان سے تعزیت کا اظہار کیا۔

☆ پروفیسر سید محمد ذوالکفل بخاری مرحوم کے قریبی دوست جناب مختار پارس کی والدہ مرحومہ، انتقال: 4 ردسمبر 2009ء

☆ختم نبوت سنٹر بیلجیئم کے نائب امیر ملک محمد افضل کی خوشدامن انتقال کر گئیں، ختم نبوت اکیڈمی لندن کے ڈائریکٹر عبدالرحمٰن باوا اور مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے تعزیت کا اظہار کیا ہے۔

☆ گجرات (کوٹلہ) میں ہمارے دیرینہ مہربان اور معاون جناب چودھری صوبیدار اللہ رکھا کی اہلیہ محترمہ انتقال کر گئیں۔ حضرت پیر جی مدظلہ، سید محمد کفیل بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ اور حافظ ضیاء اللہ قریشی نے تعزیت کا اظہار کیا ہے۔

☆مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کے مقامی امیر اور قدیمی احرار سرپرست خان محمد افضل خان 5 رنومبر کو انتقال فرما گئے۔

قارئین سے درخواست ہے کہ تمام مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دعاءِ مغفرت کا اہتمام فرمائیں۔ حق تعالیٰ سب کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ (آمین)

دعائے صحت

☆ بنتِ امیر شریعت سیّدہ اُم کفیل مدظلہا ☆ والدہ محترمہ، محمد فرحان الحق حقانی

قارئین سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

اشاریہ ''نقیبِ ختم نبوت'' (2009ء)

مرتب: الیاس میراں پوری

دل کی بات (اداریہ) :

عنوانات	مضمون نگار	ماہ	صفحہ
مسلم کشی کے آئندہ پچیس سال	ذوالکفل بخاری	جنوری	2
این آر او کی برکت، جھوٹے وعدے اور لانگ مارچ	مدیر	فروری	2
''سلطانیٔ جمہور کا آیا ہے زمانہ''	مدیر	مارچ	2
اوباما اور زرداری کے خطبات	مدیر	اپریل	2
سوات میں نظامِ عدل کا نفاذ (توقعات، صورتحال اور خدشات)	مدیر	مئی	2
''کیوں بُرے بنتے ہو ناحق تم کسی کے واسطے	مدیر	جون	2
پُتلی حکمران، مصنوعی جنگ، غریب پاکستان	مدیر	جولائی	2
ہم تو ڈوبے ہیں صنم......؟	مدیر	اگست	2
علامہ علی شیر حیدری کی شہادت	مدیر	ستمبر	2
امریکی امداد اور مسائل کا بھنور	مدیر	اکتوبر	2
زرداری، نواز ملاقات اور ملک کے بدترین حالات	مدیر	نومبر	2
سید محمد ذوالکفل بخاری	مدیر	دسمبر	2

شذرات:

عنوانات	مضمون نگار	ماہ	صفحہ
تحریک ختم نبوت کی تازہ ترین صورتحال	عبداللطیف خالد چیمہ	جنوری	4
تحریک ختم نبوت کے کام میں پیش رفت	عبداللطیف خالد چیمہ	فروری	3
توہین انبیاء کرام اور توہین صحابہ کرام کے دل خراش واقعات/ روزنامہ ''ایکسپریس'' کی معذرت	عبداللطیف خالد چیمہ	فروری	4
ہاں قدم بڑھائے جا!	عبداللطیف خالد چیمہ	اپریل	4
بلوچستان کا مسئلہ	مدیر	مئی	3
حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر کی رحلت	مدیر	جون	3
شیخ راحیل احمد کا سانحۂ ارتحال	عبداللطیف خالد چیمہ	جون	4
سید یونس الحسنی بخاری کی رحلت	سید محمد کفیل بخاری	جولائی	4

سانحہ گوجرہ اور قانون تحفظ ناموسِ رسالت	عبداللطیف خالد چیمہ	ستمبر	3
7ر ستمبر: یومِ تحفظ ختم نبوت	عبداللطیف خالد چیمہ	ستمبر	4
الطاف حسین کی قادیانیت نوازی اور گورنر پنجاب کی طرف سے توہین رسالت	عبداللطیف خالد چیمہ	اکتوبر	3
مولانا سید اخلاق حسین قاسمی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ/ شاہ بلیغ الدین رحمۃ اللہ علیہ	مدیر	نومبر	4
مولانا جلیل احمد رائے پوری	مدیر	دسمبر	3

دین و دانش:

اذان کے بعد چند مسنون اعمال	ذوالکفل بخاری	جنوری	6
رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم	شاہ بلیغ الدین	مارچ	3
دعائے خلیل ونوید مسیحا	ابوسفیان تائب	مارچ	5
تھکی ہے فکرِ رسا مدح باقی ہے	عبدالمنان معاویہ	مارچ	8
علم دنیا کو دنیا سمیٹنے کا ذریعہ بنانا (درسِ حدیث)	مولانا عبداللطیف مدنی	اپریل	5
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنا بہت بڑا گناہ ہے (درسِ حدیث)	مولانا عبداللطیف مدنی	مئی	4
عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ......	محمد ابوبکر صدیق	مئی	6
خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی	مولانا عبداللطیف مدنی	جون	6
سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما	ابومعاویہ رحمانی	جولائی	10
حفاظتِ حدیث اور صحابہ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت	مولانا عبداللطیف مدنی	اگست	4
روزہ: اسلام کی تیسری بنیاد	سید عطاء المحسن بخاریؒ	ستمبر	6
عیدالفطر، صدقۃ الفطر	سید ابوذر بخاریؒ	ستمبر	11
اللہ اکبر	شاہ بلیغ الدین مرحوم	نومبر	6
ضرورتِ نبوت	مولانا عبدالحق چوہانؒ	نومبر	8

سیرت و سوانح:

حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا	ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی	اگست	47
سیّدہ عالم عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	شاہ بلیغ الدین	ستمبر	14
حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا (دوسری قسط)	ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی	ستمبر	16
حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا (آخری قسط)	ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی	اکتوبر	30

شاعری:

بیاد سیدنا حسین رضی اللہ عنہ	سید عطاء المحسن بخاریؒ	جنوری	ٹائٹل
حیات آفریں شہادت	اسد ملتانی	جنوری	3
افضل ہے، مکرّم ہے جو تاتر ازیدی	شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	جنوری	20

مجاہدینِ فلسطین کے لیے ترانہ	فیض احمد فیض	فروری	ٹائٹل
نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	ابوسفیان تائب	فروری	21
ابوالکلام آزادؒ	شورش کاشمیریؒ	فروری	22
جوتے کی شان نرالی دیکھی	محمود فریدی	فروری	23
مرے مولا محمد، مرے سچے محمد صلی اللہ علیہ وسلم	ذوالکفل بخاری	مارچ	11
سلام: بیادِ شہداءِ ختم نبوت (مارچ 1953ء)	علامہ طالوت مرحوم	مارچ	12
غزل	پروفیسر خالد شبیر احمد	مارچ	13
خطرے میں اسلام نہیں	حبیب جالب	اپریل	ٹائٹل
نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	عابد صدیق	اپریل	8
سرنوشت	ذوالکفل بخاری	اپریل	9
شہداءِ ختم نبوت	آزاد شیرازیؒ	اپریل	10
سرنگوں اسمِ محمد پہ قلم ہوتا ہے	عابد صدیق	مئی	9
مجددِ اعظمؒ	سید ابوذر بخاریؒ	مئی	10
معلوم، نامعلوم	ذوالکفل بخاری	مئی	15
ملتان پوچھتا ہے	ساغر صدیقی	مئی	16
غزل	پروفیسر خالد شبیر احمد	مئی	17
دلِ من مسافرِ من	فیض احمد فیض	جون	ٹائٹل
نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	پروفیسر خالد شبیر احمد	جون	10
پنجابی غزل	پروفیسر عابد صدیق	جون	11
یہ شہرستانِ روز وشب	ذوالکفل بخاری	جون	12
نعت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم	سید یونس الحسنی مرحوم	جولائی	6
اپنی اپنی سوجھتا ہے	ذوالکفل بخاری	جولائی	7
سید یونس الحسنی کے انتقال پر	پروفیسر خالد شبیر احمد	جولائی	8
ہر ایک فردِ قوم کا ہو اِن کا غم گسار	شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	جولائی	9
نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	عابد صدیق مرحوم	اگست	19
غزل	پروفیسر خالد شبیر احمد	اگست	20
عظمت کے نقوش (بیاد: سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ)	سید یونس الحسنی مرحوم	اگست	21
نعت سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم	سید یونس الحسنی	ستمبر	20
غزل	سید عطاء المحسن بخاریؒ	ستمبر	21

شام جھانکتی ہوئی	ذوالکفل بخاری	ستمبر	22
دہشت گردی	طاہر جمیل	ستمبر	23
بھائی کی موت پر	شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	ستمبر	24
جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور	ڈاکٹر محمد عمر فاروق	اکتوبر	36
''سرود و رقص و وجد ہے نشاط ہے خمار ہے''	پروفیسر خالد شبیر احمد	اکتوبر	37
نصب العین	شورش کاشمیریؒ	اکتوبر	38
ریگِ عرب نے کھولی حقیقت سراب کی (نعت)	عابد صدیق مرحوم	نومبر	11
اقبال سے ہم کلامی	شورش کاشمیریؒ	نومبر	12
گلہائے رنگا رنگ	پروفیسر محمد اکرام تائب	نومبر	13
سید محمد ذوالکفل بخاری شہید	مولانا مجاہد الحسینی	دسمبر	37
ذوالکفل بخاری: اک عبقری ستارہ	شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	دسمبر	38

افکار:

امریکہ چیلنجز کے نرغے میں	سید یونس الحسنی	جنوری	8
لالے بڑے چالاک لالے	عبدالمنان معاویہ	جنوری	10
قومی زبان اور طبقاتی تعلیمی نظام	محمد جاوید اختر	جنوری	12
توہین رسالت کی ناپاک جسارت	عبدالقدوس محمدی	جنوری	16
وقتِ قیام آ گیا ہے	خواجہ غلام ربانی مجال	جنوری	19
عصرِ حاضر میں علماء کا کردار	مولانا محمد عیسیٰ منصوری	فروری	5
قبائلی علاقوں پر امریکی حملے اور پاکستانی حکمران	سید یونس الحسنی	فروری	8
فلسطین سے رشتہ کیا؟	اوریا مقبول جان	فروری	10
برصغیر کا ہندو مسلم تنازع	ارشاد احمد حقانی	فروری	13
ایک سرد جنگ	سید یونس الحسنی	مارچ	14
پاداشِ عمل کا عذاب اور پاکستان	محمد جاوید اختر	مارچ	16
چشم کشا انکشافات	رؤف کلاسرا	مارچ	19
آقا ایک، کارندے تین، مفادات مشترک	عبدالرشید ارشد	مارچ	24
ختم نبوت کے محاذ پر بیداری کے آثار	مولانا زاہد الراشدی	اپریل	12
بخاری کا کارواں	عبدالقدوس محمدی	اپریل	15
امیدیں اچھی ہوتی ہیں	عبدالمنان معاویہ	اپریل	18
ملک وملت کی سلامتی کے لیے طریقِ عمل	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	مئی	18

''لوٹاں، سودی، جھلار چٹ اے''	عبدالمنان معاویہ	مئی	20
ماں	شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	مئی	23
دینی مدارس اور دہشت گردی کی تازہ لہر	قاری محمد حنیف جالندھری	جون	13
تلخ حقیقتیں	عبدالمنان معاویہ	جون	16
یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے	جاوید اختر بھٹی	جولائی	18
آج ہم کہاں کھڑے ہیں، کیوں کھڑے ہیں؟	عبدالرشید ارشد	جولائی	21
احرار کا قافلۂ تحفظ ختم نبوت	سید محمد کفیل بخاری	اگست	9
کیا یہ کڑوی گولیاں صرف عوام کے لیے ہیں؟	پروفیسر خالد شبیر احمد	اگست	14
وطن جب خوں مانگے گا تمہارے پاس کیا ہوگا؟	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	اگست	17
اسلام آباد میں غیر قانونی فوجی ٹریننگ سنٹر	سیف اللہ خالد	ستمبر	25
ثنا خوانِ ''تہذیبِ مغرب'' کہاں ہیں؟	انجینئر توحید الرحمٰن	ستمبر	28
پاکستان میں دستوری مہم، تحریک تحفظ ختم نبوت کے پس منظر میں	ابن الحافظ حنفی	اکتوبر	6
نظامِ سرمایہ داری: اسلام اور پاکستان	پروفیسر خالد شبیر احمد	اکتوبر	9
مرزائیت: فرقہ نہیں، الگ مذہب ہے	مولانا زاہد الراشدی	اکتوبر	13
الطاف بھائی، توبہ کیجیے!	علی خان	اکتوبر	16
سیٹو سنٹو معاہدوں سے کیری لوگر بل تک	پروفیسر خالد شبیر احمد	نومبر	14
کینسر	اوریا مقبول جان	نومبر	18
اوراب رسالت کا قانون!	انور غازی	نومبر	21
آہ بے چاری شریعت! اپنے بھی خفا مجھ سے......	عبدالرشید ارشد	نومبر	24
آتش تاثیر کا سوانحی ناول	محمد نعیم مرزا	نومبر	28
پاکستان کی سیاسی قیادت: ایں ہمہ آوردۂ تست	پروفیسر خالد شبیر احمد	دسمبر	4
نوجوانوں میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ	اسرار بخاری	دسمبر	10
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں گورنر سے ایوارڈ نہیں لیا	سید ذکراللہ حسنی	دسمبر	12
اسلام پسندی اور دہشت گردی میں فرق کریں	انصار عباسی	دسمبر	14

الآثار:

ارشادِ گرامی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ	ادارہ	جنوری
عزیزو! اپنے اندر ایک بنیادی تبدیلی پیدا کرو......	مولانا ابوالکلام آزادؒ	فروری
تحریک ختم نبوت (1953ء) میں ہزاروں جوانانِ گل گوں قبا......	سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ	مارچ
ختم نبوت اور مرزائیت	سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ	اپریل

درسِ عبرت	سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ	مئی	
اسلام کفر کے سہاروں کا محتاج نہیں	سید ابوذر بخاریؒ	جون	
خطیبانِ عصر کے نام	سید عطاء المحسن بخاریؒ	جولائی	
اقتباس کالم ''دل کی بات''	سید عطاء المحسن بخاریؒ	اگست	
پاکستان کا دستوری نظام	نواب بہادر یار جنگ	ستمبر	
آخری آرزو	شورش کاشمیریؒ	اکتوبر	
مسلمانو! مرزائیوں کے فریب سے بچو......	سید عطاء المحسن بخاریؒ	نومبر	

شخصیات:

علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ اور قادیانیت (دوسری قسط)	پروفیسر خالد شبیر احمد	جنوری	37
بیگم چودھری افضل حق سے شرفِ ملاقات	ڈاکٹر زاہد منیر عامر	جنوری	44
علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ اور قادیانیت (تیسری قسط)	پروفیسر خالد شبیر احمد	فروری	32
علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ اور قادیانیت (آخری قسط)	پروفیسر خالد شبیر احمد	مارچ	38
خواہش جو حسرت بن گئی	سیف اللہ خالد	مارچ	46
حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ	پروفیسر خالد شبیر احمد	اپریل	32
حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ (دوسری قسط)	پروفیسر خالد شبیر احمد	مئی	43
حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ (تیسری قسط)	پروفیسر خالد شبیر احمد	جون	18
ضیغمِ احرار شیخ حسام الدین رحمتہ اللہ علیہ	سید ابوذر بخاریؒ	جون	25
حضرت مولانا سرفراز خان صفدر بھی رخصت ہوئے	مولانا زاہد الراشدی	جون	28
حضرت مولانا سرفراز خان صفدر کا سانحۂ ارتحال	ڈاکٹر فہد انوار	جون	31
قابل رشک: شیخ راحیل احمد مرحوم	سیف اللہ خالد	جون	34
مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ (آخری قسط)	پروفیسر خالد شبیر احمد	جولائی	28
مولانا سرفراز خان صفدر رحمتہ اللہ علیہ	پروفیسر اشفاق حسین منیر	جولائی	30
شیخ راحیل احمد کے آخری قیمتی لمحات	سہیل باوا	جولائی	34
حکیم حافظ عبدالرشید چیمہ رحمتہ اللہ علیہ	شیخ تنویر احمد	جولائی	39
آغا شورش کاشمیریؒ: ایک عہد ساز شخصیت	مولانا مشتاق احمد چنیوٹی	اکتوبر	39
''حافظ جی'' رحمتہ اللہ علیہ	مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری	اکتوبر	43
جانشین امیر شریعت سید ابوذر بخاریؒ	غلام محمد خان نیازی	اکتوبر	45
سید عطاء المحسن بخاریؒ: ایک ضرب کلیمانہ	ڈاکٹر محمد عمر فاروق	نومبر	32
یادگارِ اکابر: مولانا اخلاق حسین قاسمی دہلویؒ	حافظ تنویر احمد شریفی	نومبر	36

یادِ رفتگاں:

لالہ ظفر: ایک خوش گفتار دوست	شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	جنوری	57
طاہر جمیل: ابھی کل کی بات ہے	ذوالکفل بخاری	ستمبر	31

نقد و نظر:

عقل اُس میں تھی ہی نہیں	محمد عابد مسعود ڈوگر	فروری	30
دستورِ پاکستان، قادیانیت اور نذیر ناجی	شکیل عثمانی	ستمبر	33
ارشاد احمد حقانی، راجہ فتح خان اور تاریخ سے فریب	شکیل عثمانی	اکتوبر	21
جناب ارشاد احمد حقانی، راجہ فتح خان......ایک وضاحت	شکیل عثمانی	نومبر	48

طنز و مزاح:

زبان میری ہے بات اُن کی	ساغر اقبالی	فروری	44
زبان میری ہے بات اُن کی	ساغر اقبالی	مارچ	52
زبان میری ہے بات اُن کی	ساغر اقبالی	اپریل	39
حرف و حکایت	عنقا	مئی	50
ملتان کا جغرافیہ	محمد الیاس میراں پوری	جولائی	52
زبان میری ہے بات اُن کی	ساغر اقبالی	جولائی	56
زبان میری ہے بات اُن کی	ساغر اقبالی	ستمبر	52
زبان میری ہے بات اُن کی	ساغر اقبالی	اکتوبر	48

ردّ قادیانیت:

بھٹو، شورش کاشمیری اور تحریک ختم نبوت	عبداللطیف ابوشامل	جنوری	50
ایم کیو ایم اور اسرائیلی فوج میں قادیانی	ڈاکٹر شاہد قریشی	جنوری	53
ہیں بڑے ہی خبیث مرزائی	شمس الاسلام بہاری	فروری	26
جھوٹی خلافت کا پرچار کرنے والوں کو مسلسل شکست	عبدالرحمٰن باوا	فروری	28
غدارانِ ختم نبوت کا انجام	شورش کاشمیری	مارچ	29
''......اور مارشل لاء نافذ کر دیا گیا!''	سید عطاء المحسن بخاریؒ	مارچ	31
''یاد ہم تم کو، شہیدانِ نبی کرتے ہیں''	سید محمد کفیل بخاری	مارچ	35
قادیانیوں کے بارے میں پارلیمنٹ کی کارروائی	مولانا زاہد الراشدی	مارچ	37
آزاد کشمیر کا تاریخی دن: یومِ ختم نبوت	حافظ محمد مقصود کشمیری	اپریل	29
مرزا صاحب کی گل افشانیاں	شیخ راحیل احمد	مئی	24

قادیانی مذہب میں خدا کا تصور	علامہ طالوت	مئی	38
تحفظ ختم نبوت کا محاذ	سید میر رمیز احمد	مئی	38
اکھنڈ بھارت کا قادیانی عقیدہ	مولانا سہیل باوا	جون	36
قادیانیت: آئین وقانون کیا کہتا ہے؟	محمد متین خالد	جون	44
مغربی افریقہ میں مرزائیوں کی تبلیغی سرگرمیاں	محمد کاشف	جولائی	46
''موجِ کوثر'' اور قادیانیت نوازی	اعتبار ساجد	جولائی	49
کراچی قادیانیت کے نرغے میں	سہیل باوا	ستمبر	37
تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں اندرون جرمنی کا پہلا دورہ	سید منیر احمد بخاری	ستمبر	39
7 ستمبر 1974: قادیانیت کا یوم حساب	محمد الیاس میراں پوری	ستمبر	41
7 ستمبر: پارلیمنٹ کے تاریخی فیصلے کی سپریم کورٹ سے توثیق	محمد متین خالد	ستمبر	46
سہیل احمد قادیانی: چیئرمین ایف بی آر، 2009ء کا ایم ایم احمد	مولانا محمد الیاس چنیوٹی	اکتوبر	28
کوٹلی میں قادیانیوں کی دہشت گردی	محمد مقصود کشمیری	نومبر	45

حسنِ انتقاد (تبصرۂ کتب):

جنوری: تعلیمی دستور العمل (مؤلف: محمد اقبال اعوان) ص:60

فروری: تذکرۂ قراء کرام (مؤلف: قاری مشتاق احمد بالاکوٹی) شاہ ولی اللہ سے امام عبیداللہ سندھیؒ تک (پیرزادہ میاں ظہیر الحق دین پوریؒ) معارفِ مفتی اعظم (پروفیسر قاری بشیر حسین حامد) ص:46

مارچ: مکی اسوۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم (مولانا ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی ندوی) مجالس مسیح الامت (مولانا محمد مسیح اللہ خانؒ) جریدہ: ماہنامہ ''مسیحائی'' (قرآن نمبر) (مدیر منتظم: ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری) تبلیغی جماعت (مرتب: شبیر احمد خان میواتی) تذکرہ مشاہیر چودھوان (تالیف: مولانا عماد الدین محمود۔ ص:53

جون: ہفت اقلیم (محمد اسحاق بھٹی) ماہنامہ ''الشریعہ''۔ خاص نمبر (مولانا زاہد الراشدی) تذکرہ وسوانح مولانا محمد حسن جان شہید (مرتب: مولانا عبدالقیوم حقانی) ص:49

جولائی: کتابچہ: بجز داغِ ندامت (امجد علی شاکر) اذان (حبیب الرحمٰن ہاشمی) ص:57

ستمبر: حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ (مرتبہ: عمرانہ معزّ) اور تنکے بکھر گئے (عمرانہ معزّ) جریدہ: ماہنامہ ''مسیحائی'' کراچی، سالارِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نمبر (مدیر اعلیٰ: احمد خیر الدین انصاری) ص:53

اکتوبر: مختصر سالانہ تقابلی تقویم (ضیاء الدین لاہوری) داعیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصولِ دعوت وتبلیغ (مولانا محمد حفظ الرحمٰن سیوہاروی) سرمایہ دارانہ نظام، ایک تنقیدی جائزہ (مرتب: محمد احمد حافظ) مفسر قرآن نمبر (ماہنامہ ''نصرت العلوم'') (مدیر: مولانا محمد فیاض خان سواتی) اقبال اور حُبِّ اصحاب وآلِ رسول (علیہم الرضوان) (مؤلف: عبدالستار نجم) ص:49

نومبر: اقبالیات کے پوشیدہ گوشے (پروفیسر امجد علی شاکر) خبرنامہ عبدالرحمٰن اسلامک لائبریری (محمد یٰسین شاد)

دسمبر: اسلام کا نظامِ سیاست وحکومت (مولانا عبدالباقی حقانی)، خطابتِ نبوی (سید عزیز الرحمٰن)، تحفہ درود وسلام (مولانا مفتی عبدالرحمٰن کوثر) موسیقی: اسلام اور جدید سائنس کی روشنی میں (ڈاکٹر گوہر مشتاق) ص:40

گوشہ امیر شریعت:

امیر شریعت: ایک ہمہ گیر شخصیت	نوابزادہ نصر اللہ خانؒ	اگست	22
سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا سحر خطابت	مولانا مظاہر حسین	اگست	25
حضرت امیر شریعت کے ساتھ چند روز	مولانا محمد اکرم طوفانی	اگست	27
حضرت امیر شریعتؒ سے ایک یادگار ملاقات	مولانا عبدالکریم	اگست	32
آزادیٔ کشمیر اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ	مولانا زاہد الراشدی	اگست	34
امیر شریعت بے مثال خطیب، سحر انگیز شخصیت	شیخ نسیم الصباح	اگست	37

گوشہ ذوالکفل بخاری:

سید ذوالکفل بخاری	مولانا محمد ازہر	دسمبر	16
خانوادۂ بخاری کا تابندہ گوہر	مولانا حبیب الرحمٰن ہاشمی	دسمبر	19
آہ! سید ذوالکفل بخاری	رؤف طاہر	دسمبر	21
انا للہ وانا الیہ راجعون	سجاد جہانیہ	دسمبر	24
رفتید و لے نہ از دلِ ما (صاحبانِ علم و ہنر کے تاثرات)	مرتب: الیاس میراں پوری	دسمبر	27
اظہارِ تعزیت	ادارہ	دسمبر	35

خصوصی مطالعہ:

''سیّدی وَ اَبی''......ایک تاثر	محمد الیاس میراں پوری	اگست	38
''سیّدی وَ اَبی''	محمد مجاہد سید	نومبر	40
ایک عہد ساز شخصیت کا مستند سوانحی تذکرہ	پروفیسر حفیظ الرحمٰن خان	نومبر	43

تاریخ و تحقیق:

شہادت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ	سید ابوذر بخاریؒ	جنوری	21
سیدنا حسین ابن علی سلام اللہ علیہم	سید عطاء المحسن بخاریؒ	جنوری	25
کونڈے، عید بابا شجاع اور عیدِ غدیر	مولانا محمد نافع مدظلہ	جولائی	16

الافتاء:

یزید پر لعنت کا مسئلہ۔ علمائے احناف و دیوبند کی نظر میں		جنوری	29
اپنی ذمہ داریوں کا احساس	ابن الحسن عباسی	جنوری	32
یزید اور مسلکِ اہل سنت والجماعت (''خیر الفتاویٰ'' کی روشنی میں)		جنوری	34
رکوع و سجدہ سے معذور شخص کے لیے نماز پڑھنے کا صحیح طریقہ	ڈاکٹر مفتی عبدالواحد	نومبر	50
موبائل فون کے بارے میں چند مسائل	ڈاکٹر مفتی عبدالواحد	نومبر	50

روشنی:

ایسے بھی ہوتے ہیں خوش نصیب	محمد متین خالد	اپریل	20

آپ بیتی:

احرار اور تحریک آزادیٔ کشمیر	خواجہ محمد یعقوب	اگست	44

سفر نامہ:

سفر برطانیہ اور مختلف اجتماعات میں شرکت	عبداللطیف خالد چیمہ	اگست	41
سفر برطانیہ اور مختلف اجتماعات میں شرکت (آخری قسط)	عبداللطیف خالد چیمہ	ستمبر	50

افسانہ:

چوب دار	محمد حامد سراج	فروری	36

اعتذار:

شیخ راحیل احمد مرحوم کا مضمون۔ضروری وضاحت	ادارہ	جون	48

نقطۂ نظر:

برطانیہ میں اجتماعاتِ ختم نبوت......	ڈاکٹر سعید عنایت اللہ	جولائی	43

مکتوب:

''سیّدی وَ اَبی''......ایک گراں قدر تحفہ	عبداللطیف الفت	مارچ	48
"The Unsung Prof. Salam"(Letter to Mir Javed Rehman	Shehzad Anjum	March	64

English Article

Martyrs of Spring, the March 6, 1953	Dr. Omer Farooque	April	64

ترحیم　(مسافرانِ آخرت):

جون:　شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ (گکھڑ ضلع گوجرانوالہ) 5 مئی 2009ء
مجاہد ختم نبوت شیخ راحیل احمد مرحوم (سابق قادیانی رہنما جرمنی) 15 مئی 2009ء

جولائی:　سید یونس الحسنی رحمۃ اللہ علیہ۔(10 جمادی الثانی 1430ھ مطابق 4 جون 2009ء بروز جمعرات (لاہور)
میاں طفیل محمد مرحوم (سابق امیر جماعت اسلامی پاکستان) 25/جون 2009ء
مولانا عطاء الحق قاسمی رحمۃ اللہ علیہ (مدرسہ سراج العلوم کبیر والا کے مہتمم اور مولانا محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند۔
24/جون 2009ء بروز بدھ

ستمبر:　علامہ علی شیر حیدری شہید (خیر پور میرس) 17/اگست 2009ء

نومبر:　حضرت مولانا اخلاق حسین قاسمی دہلویؒ۔13/اکتوبر 2009ء/شاہ بلیغ الدین مرحوم۔11/اکتوبر 2009ء
پروفیسر عبدالجبار شاکر مرحوم۔18/اکتوبر 2009ء

دسمبر:　پروفیسر سید محمد ذوالکفل بخاری مرحوم (مکہ مکرمہ) 15/نومبر 2009ء، حکیم محمد خالد مرحوم (ملتان) 22/نومبر 2009ء

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ـــــ امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جامعہ بستانِ عائشہ

بانی
سیّد عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ
قائم شدہ
1989

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

کی تعمیر شروع ہے

تین درس گاہیں، وضو خانہ اور طہارت خانے تعمیر ہو چکے ہیں۔ چھے درس گاہوں کی تعمیر باقی ہے۔

★ 1989ء میں دارِ بنی ہاشم کے رہائشی مکان میں ایک معلّمہ سے بچیوں کی دینی تعلیم کا آغاز کیا گیا۔

★ مدرسہ میں شعبہ حفظ و ناظرہ، ترجمۂ قرآن و تفسیر اور فقہ کی تعلیم جاری ہے

مخیّر حضرات

نقد رقوم، اینٹیں، سیمنٹ سریا بجری اور دیگر سامانِ تعمیر دے کر جامعہ کے ساتھ تعاون فرمائیں

نوٹ

اپنے عطیات، زکوٰۃ وصدقات جلد از جلد عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ تا کہ جامعہ کا تعلیمی سلسلہ بغیر کسی رکاوٹ کے جاری رہ سکے۔ (جزاکم اللہ خیر)

فی کمرہ لاگت	تخمینہ
3,00,000 (تین لاکھ روپے)	30,00,000 (تیس لاکھ روپے)

رابطہ
061 - 4511961
0300-6326621

ترسیلِ زر
بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری مدرسہ معمورہ
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان
بذریعہ آن لائن: 2-3017-010 بینک کوڈ: 0165

الداعی الی الخیر
ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری
مہتمم
جامعہ بستانِ عائشہ ملتان

تمام مسلمانوں کو اسلامی سالِ نو 1431ھ مبارک

35
پینتیسویں
سالانہ

مجلسِ ذکرِ حسین رضی اللہ عنہ

بیاد
سبطِ رسول، پورِ بتول، مظلومِ کربلا
قتیلِ سازشِ ابنِ سبا

سیدنا حسین ابن علی سلام اللہ علیہم

دارِ بنی ھاشم مہربان کالونی ملتان
10 محرم 1431ھ 11 بجے دن تا نمازِ عصر

بانی: ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

آلِ نبی اولادِ علی
ابن امیر شریعت حضرت پیرجی دامت برکاتہم
سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

خطباء

سید محمد کفیل بخاری
ڈپٹی سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام پاکستان

ابن ابوذر سید محمد معاویہ بخاری
مدیر: ماہنامہ "الاحرار" ملتان

مولانا محمد مغیرہ مدظلہ
خطیب جامع مسجد احرار، چناب نگر

جناب **عبداللطیف خالد چیمہ**
سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام پاکستان

بارگاہِ حسینی میں ہدیۂ عقیدت و محبت، تاریخ و سیرت کی روشنی میں
تذکار و افکارِ حسین رضی اللہ عنہ اور حقیقت حادثہ کربلا بیان کریں گے

منظوم خراجِ عقیدت • حافظ محمد اکرم احرار • شیخ حسین اختر لدھیانوی

شعبہ نشر و اشاعت
تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ شعبہ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان